ترجمانِ اسلام

ہفت روزہ — لاہور

نگرانِ اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

جمال عبدالناصر کے خلاف پروپیگنڈہ کس کے اشارے پر ہو رہا ہے؟

سیدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

نظام العلماء پاکستان اور ہماری ذمہ داریاں

دارالعلوم دیوبند میں علمی نمائش

شمارہ ۲۰

قیمت ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۶ مئی تا ۲۲ مئی ۱۹۸۰ء

خواجۂ یثرب ﷺ کا وہ پہلا رفیقؓ

خواجۂ یثرب ﷺ کا وہ پہلا رفیقؓ   وہ خدا کا لاڈلا پیارا صدیقؓ

وہ غلاموں زیردستوں پر شفیقؓ   سیم و زر اسؓ نے لٹائے دین پر

اپنوں بیگانوں پہ وہ مردِ خلیقؓ   پیکرِ جود و سخا صدق و عطاؓ

حل کیے سب مسئلے اُس نے دقیق   وہ بنا نائب رسول اللہ ﷺ کا

الفت شاہ عرب ﷺ اس کا طریق   گھر لٹا ڈالا خدا کے نام پر

مرحبا! چہ خوب؟ تحقیق انیق   ان کے منہ آتے ہیں کچھ نادار بخت

اور لقب ان کے ہیں صدّیقؓ و عتیقؓ   یارِ غارِ سرورِ کونین ﷺ ہیں

دل کُشادہ اور نظر ان کی عمیق   انبیاء کے بعد ان کا مرتبہ

ابر گوہر بار تھے اکرام وہ
اُن سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا لئیق

اکرام القادری

ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور

جلد نمبر ۲۲ | شمارہ نمبر ۲۰

جمعتہ المبارک ۵ رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدلِ اشتراک
سالانہ ۶۵ روپے
ششماہی ۳۳ روپے
سہ ماہی ۱۷ روپے

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

خط و کتابت: ترجمانِ اسلام چوک رنگ محل لاہور

پرنٹر پبلشر مولانا عبید اللہ انور ... لاہور

نظام العلماء پاکستان

جیسا کہ ہم مسلک جماعتی احباب کو علم ہے کہ نظام العلماء کی باقاعدہ تشکیل و احیاء خانپور میں ہو چکا ہے اور مرکزی انتخاب بھی "ترجمانِ اسلام" میں شائع ہو چکا ہے، اب مسلکی احباب کو چاہیئے کہ وہ مزید وقت ضائع کئے بغیر ہر سطح پر نظام العلماء کی تنظیمیں قائم کریں، اور دینی، سماجی اور رفاہی کاموں میں بھرپور حصہ لیں۔

ہمارے احباب اس حقیقت سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ ہماری سیاست دین کے تابع ہے۔ دین کی بالادستی کے بغیر ہم سیاست کے تصور تک سے نا آشنا ہیں، لہذا ہمیں اپنی دینی سرگرمیوں میں ربط و نظم پیدا کر کے عوام کو اسلامی نظام کی برکات سے آگاہ کرنا چاہیئے اور یہ ذمہ داری بھی ہمیں اپنا فرضِ منصبی قرار دینی چاہیئے کہ اسلامی نظام کا مضحکہ اڑانے والوں کے تعاقب میں ہم پیچھے نہ رہیں۔

یہ روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ لادینی قوتیں خاموشی سے زیرِ زمین اسلامی نظام کے خلاف ذہن سازی میں مصروف ہیں اور اس مقصد کے لئے وہ ہر وہ حربہ استعمال کر رہی ہیں جس سے ان کے مذموم مقاصد کی تکمیل ہو سکتی ہو۔ اس کے مقابلے میں اگر ہم مایوسیوں کی گرداب میں پھنس کر ہاتھ توڑ کر بیٹھے رہیں تو اس کے برے نتائج سے بچ نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہوگی۔

اس کے علاوہ جن عظیم اکابر سے ہم اپنی وابستگی کا فخریہ اعلان و اظہار کرتے ہیں وہ کسی دور میں بھی حالات کے سامنے سپر انداز نہیں ہوئے، نہ انہوں نے کبھی وسائل نہ ہونے کا حیلہ کیا اور نہ ہی حالات کی ستم ظریفی سے شکوہ کناں ہوئے۔ یہ عظیم لوگ ہر دور میں اپنی بے مثال جدوجہد کے ذریعے حالات کا رخ بدلنے میں ہمیشہ کامیاب و کامران ہوئے، اور اگر عارضی طور پر کبھی شکست و ریخت سے دو چار ہوئے تو حوصلہ نہیں ہارا تازہ دم ہو کر نئے

ولولوں اور عزائم کے ساتھ دین کے پرچم کو بلند کرنے کی سعی کی۔

جماعتی احباب نظام العلماء کے اسٹیج سے سیرت سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر مساجد میں جلسے کریں اور بے راہ روی و قحط الرجال کے اس دور میں عوام کو سرکار طیّبہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیّبہ سے روشناس کرائیں۔ یہ عنوان ایک ایسا وسیع عنوان ہے جس کے تحت انسانی زندگی کے بہت سے جلی اور خفی گوشے آسکتے ہیں۔ اس طرح بھٹکی ہوئی انسانیت کو بالعموم اور ملت مسلمہ کو بالخصوص پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا آئینہ سامنے رکھ کر اپنے خدو خال سنوارنے کا موقع فراہم ہو سکتا ہے جس کی نہ صرف اسوقت ملّتِ اسلامیہ ہی کو ضرورت ہے بلکہ پوری انسانیت کی نجات کا واحد ذریعہ بھی یہی ہے۔

اسی طرح سماجی خدمت کرنے پر بھی حکومت کی طرف سے فی الحال کوئی ایسی پابندی نہیں ہے کہ آپ کنج عافیت اور گوشۂ خمول میں ہی بیٹھنے پر مجبور کر دیے گئے ہوں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ بے کسوں، ناداروں، ضرورت مندوں اور مفلسوں کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس مقصد کیلئے آپ کو مل بیٹھنے سے بھی کوئی نہیں روکتا۔ آپ باہم مشورہ کریں اور رفاہی کام کرنے کے پروگرام بنائیں، آپ کو کون منع کرتا ہے سوائے اس کے کہ ہم بہت زیادہ آرام کرنے کے عادی ہو گئے ہوں اور ہمارا دل نہ چاہتا ہو کہ ہم اپنی ذمّہ داریوں کو پورا کریں۔

اب ہمیں اس فضا کو نہ صرف برقرار رکھنا چاہیئے بلکہ اپنی ہمہ نوع توانائیوں کو بروئے کار لا کر اس خوشگوار فضا کے اثرات کو ملک کے گوشے گوشے اور کونے کونے میں پھیلانا چاہیئے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھئے تاریخ ہمیں کبھی معاف نہیں کرے گی اور میدانِ محشر میں وہ اکابر بھی ہم سے نالاں ہوں گے جن کا نام لے کر آج ہم اپنا قد بڑھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنے عمل اور کردار سے اپنے آپ کو ان اکابر کا سچا جانشین ثابت کرنا ہو گا۔ ہم سے وقت یہی تقاضہ کرتا ہے اور خود ہماری بھی ضرورت یہی ہے۔

خوشخبری
ہم اپنے کرمفرماؤں کو یہ خوشخبری سناتے ہوئے فخر محسوس کر رہے ہیں کہ ہم موٹر سائیکل کاواساکی۔ یاماہا۔ سوزوکی اور ہنڈا کے مختلف سائز میں
کیریئر
مارکیٹ میں لا رہے ہیں۔ اپنے آرڈر سے جلد مطلع فرمائیں۔ سالہا سال سے سائیکلوں کے خوبصورت اور پائیدار
سٹینڈ کیریئر پیش کرنے والے
پروپرائیٹر محمد نسیم بھٹی الفرید سٹیل پروڈکشن
پاکپتن روڈ۔ عارف والا ساہیوال

کیا آپ سستی کتابیں نہیں چاہتیں؟
پھر آپ ابھی تک "نشر السنّہ" کے ممبر کیوں نہیں بنے؟
آج ہی نشر السنّہ کی رکنیت فیس ۱۰۰ روپے ادا کر کے
حیرت انگیز رعایت کے مستحق بنئے!
فی الحال
مندرجہ ذیل کتب پیش کی جا رہی ہیں
عون المعبود کامل ۴ حصص /۴۰۰ روپے عام قیمت
سنن دار قطنی ۴ حصص /۱۸۰ 〃
تلخیص الحبیر کامل ۴ حصص /۱۸۰ 〃
رعایت کے لئے خط لکھ کر معلوم کیجئے!
(حدیث کی (صرف عربی) کتابیں سستے داموں پیش کرنے والے)
نشر السنّہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان شہر

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر
کا حوالہ ضرور دیں۔
محمد سلیم قریشی

عبداللطیف عثمانی

وفاتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد صرف دو برس، تین مہینے اور گیارہ دن زندہ رہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کا صدمہ آپؓ سے برداشت نہیں ہوا۔ دن بدن لاغر او رنحیف ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ سفرِ آخرت اختیار کر لیا۔ آپؓ نے وفات نبوی علیہ السلام کے بعد سب کو تسکین کا پیغام سنایا، مگر آپؓ کے دل کی بے قراری کم نہ ہوئی۔ ایک روز درخت کے سایے میں ایک چڑیا کو اچھلتے پھدکتے دیکھا۔ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر اس سے فرمایا:

"اے چڑیا! تو کس قدر خوش نصیب ہے درختوں کے پھل کھاتی ہے اور ٹھنڈی چھاؤں میں خوش رہتی ہے۔ پھر موت کے بعد تو وہاں جائے گی جہاں تجھ سے کچھ بازپرس نہ ہوگی! اے کاش ابوبکر بھی اسقدر خوش نصیب ہوتا۔

کبھی فرماتے: اے کاش میں درخت ہوتا کہ لیا جاتا یا کاٹ دیا جاتا۔

کبھی فرماتے: اے کاش میں سبزہ ہوتا چوپائے چر لیتے۔

ان ارشادات درد سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رحلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبرؓ کے درد و گداز کی کیفیتیں کہاں تک پہنچ چکی تھیں۔

آغازِ علالت:

ابن شہابؒ فرماتے ہیں کہ صدیق اکبرؓ کے پاس ہدیہ میں گوشت آیا تھا۔ آپ حارث بن کلدہؓ کے ساتھ تناول فرما رہے تھے کہ حارثؓ نے کہا:

"یا امیر المومنین رضؓ آپ نہ کھائیں۔ مجھے اس میں زہر کی آمیزش کا اشتباہ ہو رہا ہے۔" آپؓ نے ہاتھ کھینچ لیا، مگر اسی روز سے دونوں صاحب مضمحل رہنے لگے۔ ۷ رجادی الاخریٰ (دوشنبہ) ۱۳ھ کو آپؓ نے غسل فرمایا تھا۔ اسی روز سردی سے بخار ہو گیا تھا اور پھر نہیں سنبھلے۔ جب تک جسم پاک میں آخری توانائی باقی تھی مسجد نبویؐ میں تشریف لاتے رہے اور نماز پڑھاتے رہے، لیکن جب مرض نے غلبہ پا لیا تو حضرت عمرؓ کو بلا کر ارشاد فرمایا" آئندہ آپ نماز پڑھائیں" بعض صحابہؓ نے حاضر ہو کر عرض کیا اگر آپؓ اجازت دیں تو ہم کسی طبیب کو بلا کر آپؓ کو دکھا دیں۔ فرمایا طبیب نے مجھے دیکھ لیا ہے۔ وہ کہنے لگے اس نے کیا کہا ہے؟ آپؓ نے فرمایا:

انی فعال لما یرید دو کہتا ہے میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کا انتخاب

جب طبیعت زیادہ کمزور ہو گئی تو آپؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کا فکر پیدا ہوا۔ آپ چاہتے تھے کہ مسلمان کسی فتنۂ اختلاف سے مامون رہ جائیں۔ اس لئے رائے مبارک یہ ہوئی کہ اہل الرائے صحابہؓ کے مشورہ سے خود ہی نامزدگی کر دیں۔ پہلے آپؓ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بلایا اور پوچھا:

"عمرؓ کے بارہ میں آپؓ کی کیا رائے ہے؟"

انہوں نے عرض کیا: آپؓ ان کی نسبت جتنی بھی اچھی رائے قائم کریں میرے نزدیک وہ اس سے بھی زیادہ بہتر ہیں۔ ہاں ان میں کسی قدر تشدد ضرور ہے۔"

حضرت صدیقؓ نے جواب میں فرمایا "ان کی سختی اس لئے تھی کہ میں نرم تھا جب ان پر ذمہ داری پڑ جائے گی تو وہ از خود نرم ہو جائیں گے۔"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ رخصت ہو گئے تو حضرت عثمانؓ کو طلب کیا اور رائے دریافت کی۔ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔

فرمایا پھر بھی آپؓ کی رائے کیا ہے؟ عرض کیا میں اسقدر کہہ سکتا ہوں کہ عمرؓ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ان کی مثل ہم لوگوں میں اور کوئی نہیں۔

حضرت سعید بن زیدؓ اور اسید بن حضیرؓ سے بھی استفسار فرمایا۔ حضرت اسیدؓ نے کہا:

"عمرؓ کا باطن پاک ہے۔ وہ نکوکاروں کے دوست اور بدوں کے دشمن ہیں۔ ان سے زیادہ قوی اور سخت شخص نظر نہیں آتا۔

حضرت صدیق اکبرؓ نے اسی طرح یہ سلسلہ جاری رکھا اور مدینہ بھر میں یہ خبر عام ہو گئی کہ حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین مقرر فرما رہے ہیں۔

پھر حضرت طلحہؓ آپؓ کے پاس آئے اور کہا:
"آپؓ جانتے ہیں کہ آپؓ کی موجودگی میں عمرؓ کا ہم لوگوں سے کیا برتاؤ تھا۔ جب وہ خلیفہ ہوں گے تو معلوم نہیں کیا کریں۔ آپ بارگاہِ الٰہی جا رہے ہیں، غور کر لیجئے آپؓ اللہ کو اس کا کیا جواب دیں گے؟"

آپؓ نے فرمایا: "میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو مقرر کیا ہے جو سب سے اچھا تھا۔" پھر فرمایا جو کچھ میں اب کہہ رہا ہوں عمرؓ اس سے بھی زیادہ اچھے ہیں۔

وصیت نامہ

تکمیل مشورہ کے بعد آپؓ نے حضرت عثمانؓ کو بلایا اور فرمایا عہد نامہ خلافت لکھئے۔ ابھی چند سطریں لکھی گئی تھیں کہ آپؓ کو غش آ گیا۔ حضرت عثمانؓ نے یہ دیکھ کر یہ الفاظ اپنی طرف سے لکھ دیے کہ:

"میں عمرؓ کو خلیفہ مقرر کرتا ہوں"

تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو حضرت عثمانؓ سے فرمایا جو کچھ لکھا ہے مجھے پڑھ کر سناؤ۔ حضرت عثمانؓ نے ساری عبارت پڑھ دی تو بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور کہا:

"خدا تعالیٰ تم کو جزائے خیر عطا فرمائے۔"

وصیت نامہ تیار ہو گیا تو حضرت عثمانؓ اور ایک انصاری کے ہاتھ مسجد میں بھیج دیا تاکہ مسلمانوں کو سنا دیں اور خود بھی بالا خانے پر تشریف لے گئے۔ شدتِ ضعف کے باعث اپنے قدموں پر کھڑے نہیں ہو سکتے تھے اس لئے ان کی بیوی حضرت اسماءؓ دونوں ہاتھوں سے سنبھالے ہوئے تھیں۔ نیچے آدمی جمع تھے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"کیا تم اس شخص کو قبول کرو گے جسے میں مقرر کر دوں، خدا کی قسم میں نے غور و
نہیں کی، اس کے علاوہ میں
[illegible] تجویز نہیں کیا۔
غور کرتا ہوں۔
[illegible] تسلیم کرو۔ وصیت نامہ
کے الفاظ یہ تھے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ابوبکر بن قحافہؓ کا وصیت نامہ ہے جو انہوں نے آخر وقت دنیا میں جب کہ وہ اس جہان سے گزر کر رہا ہے اور شروع وقت آخرت میں جبکہ وہ عالم بالا میں داخل ہو رہا ہے قلمبند کرایا ہے۔ یہ ایسے وقت کی نصیحت ہے جس وقت کافر ایمان لے آتے ہیں، بدکار سنبھل جاتے ہیں اور جھوٹے حق کے رو برو گردن جھکا دیتے ہیں۔ میں نے اپنے بعد عمر بن خطاب کو تم پر امیر مقرر کیا ہے لہٰذا تم ان کا حکم سننا اور ان کی اطاعت کرنا۔ میں نے ان کے معاملہ میں خدا کی، رسول کی، اسلام کی، خود اپنی اور آپ لوگوں کی خدمت کا پورا لحاظ رکھا ہے اور کوئی کوتاہی نہیں کی۔ اب اگر عمرؓ عدل کریں گے تو ان کے متعلق میرا علم اور حسنِ ظن یہی ہے۔ اگر وہ بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کئے کا جوابدہ ہے۔ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے نیک نیتی سے کیا ہے اور غیب کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہے۔ جو لوگ ظلم کریں گے وہ اپنا انجام جلد دیکھ لیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آخری دعا

اس کے بعد آپؓ نے حضرت عمرؓ کو خلوت میں بلایا اور مناسب وصیتیں کیں۔ پھر ان کے لئے بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیے اور کہا:

"خداوندا! میں نے یہ انتخاب اس لئے کیا ہے تاکہ مسلمانوں کی بھلائی ہو جائے۔ مجھے یہ خوف تھا کہ کہیں وہ فتنہ نفاق و فسق میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ اے مالک! جو کچھ میں نے کیا ہے تو اسے بہتر جانتا ہے۔ میرے غور و فکر نے میری رائے قائم کی تھی اور اس لئے میں نے ایک ایسے شخص کو والی مقرر کیا ہے جو میرے نزدیک سب سے زیادہ مستقل مزاج ہے اور سب سے زیادہ مسلمانوں کی بھلائی کا آرزو مند ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حکم سے اس دنیائے فانی کو چھوڑتا ہوں۔ اب تیرے بندے تیرے حوالے۔ وہ سب تیرے بندے ہیں۔ سب کی باگ تیرے ہاتھ میں ہے۔ یا اللہ! مسلمانوں کو صالح حاکم عنایت فرما۔ عمرؓ کو خلفائے راشدین کی صف میں جگہ عطا فرما اور ان کی رعیت کو صلاحیت سے بہرہ مند فرما۔"

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ولایت و قبولیت کا اعجاز تھا کہ اسقدر اہم کٹھن اور پیچیدہ معاملہ اس قدر سہولت اور خوش اسلوبی سے طے ہو گیا۔ پہلے اور پچھلے مسلمانوں کا یہ فتویٰ ہے کہ خلافت پر عمر فاروقؓ کا تقرر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اسلام اور اہل امت پر اسقدر بڑا احسان ہے کہ قیامت تک اس کی مثال نہیں مل سکتی۔ حضرت عمرؓ نے اپنے خلافت کے چند سالوں میں جو کچھ کیا اس کی حیثیت یہ ہے کہ اسلام کی طاقت زمین پر بکھری پڑی تھی۔ آپؓ نے اسے جمع کیا اور پھر عظیم تک پہنچا دیا۔

حساباتِ دنیا کی بے باقی

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے غابہ کی ۲۰ وسق کھجوریں مجھے ہبہ کر دی تھیں۔ جب مرض کا غلبہ ہونے لگا تو ارشاد فرمایا:

باقی صفحہ پر

امیر المومنین حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ

۶ مئی کو حضرت احمد شہید علیہ الرحمۃ کی برسی منائی گئی۔ ۶ مئی ۱۸۳۱ء کو بالاکوٹ کے مقام پر مسلمان مجاہدین اور مہاراجہ پنجاب کی سکھ فوج کے درمیان رن پڑا۔ جس میں اسلامیان برصغیر کے نامور قائد سید احمد شہیدؒ بریلوی نے جام شہادت نوش فرمایا اور پھر بالاکوٹ ہی میں آسودۂ خاک ہوئے۔ سید احمد شہیدؒ دینی معاشرتی اور معیشی اصلاح کے علمبردار اور برصغیر میں مسلمانوں کی تحریک جہاد کے عظیم قائد تھے ان کی شہادت سے اسلامیان ہند کی اس تحریک کو شدید نقصان پہنچا جو انہوں نے سکھوں اور مرہٹوں سے ہوکر اور دوسری طرف انگریزی استعمار کے خلاف شروع کی تھی یوں لگتا تھا کہ مایوسی اور قنوطیت مسلمانوں کا مقدر ہوگئی ہے مگر سید احمد شہیدؒ نے حریت پروری اور حریت کیشی کی جو شمع روشن کی تھی وہ برصغیر کے مسلمانوں کے قلب و ذہن کو مستنیر کرتی تھی اور انہیں تابناک مستقبل کا پتہ دیتی رہی۔ یہ کیا کم تھا کہ سید احمد شہیدؒ نے جب نعرۂ جہاد بلند کیا تو ادبار کی تاریکی میں گھری ہوئی امت مسلمہ نے اپنی پوری توانائی سے لبیک کہا اور یہ ثابت کر دیا کہ اضمحلال و انحطاط کے اس دور میں بھی بے حوصلہ نہیں ہوئی۔

بہر طور جب سید احمد شہیدؒ نے مسلمانوں کو عظمت رفتہ کی بازیابی کے لیے میدان عمل میں نکلنے کی دعوت دی تو ابتداءً درد مند اور بے لوث افراد ہی آگے آئے مگر وہ علائق دنیا سے دامن کش ہو کر آئے حرص و ہوس سے آزاد اور ایثار و قربانی کے جذبے سے سرشار سید احمد شہیدؒ نے اس جمعیت کو خالصتاً اسلامی مقاصد کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں منظم کیا اور انہیں فن حرب و ضرب کی باقاعدہ تربیت دی تاکہ اگر طاغوت و اغوا سے معرکہ آرائی کا ہنگام آپہنچے تو اعلائے کلمۃ الحق کرنے والے امتحان میں سرخرو نکلیں سید احمد شہیدؒ حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے آپ ۱۷۸۶ء میں رائے بریلی میں پیدا ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ برصغیر کے مسلمان ابتلا اور آزمائش سے دوچار تھے ان کی صفیں منتشر اور اذہان پر مایوسی کا سایہ تھا۔ نکبت و ادبار کے اندھیروں میں کہیں سے امید کی کوئی کرن پھوٹتی نظر نہیں آتی تھی۔ حق تعالےٰ نے یہ منصب سید احمد شہیدؒ کے لیے مختص کر دیا تھا کہ مسلمانان ہند کو درس جہاد دیں انہیں حقائق سے آنکھیں چار کرنے اور اپنی قوت فکر و عمل سے اپنے روز و شب بدلنے پر آمادہ کریں۔

حضرت شاہ ولی اللہ کے جلیل القدر خانوادے نے اپنی کاوشش سے اس کے لیے فضا مہیا کر دی تھی۔ سید احمد شہیدؒ نے اس پر ایک رفیع الشان عمارت اٹھائی سید احمد شہیدؒ کو اس خانوادے بالخصوص شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل علیہ الرحمۃ کی بھرپور اخلاقی امداد اور عملی تعاون میسر آیا انہوں نے برصغیر کے شمال مغربی علاقے سے تحریک جہاد کے آغاز کرنے کا فیصلہ کیا ان کا خیال تھا کہ یہاں وہ مجاہدین کی سپاہیانہ تربیت بھی کر سکیں گے اور پھر سکھوں کے خلاف جنگ کرنے میں انہیں آسانی رہے گی۔ وقت نے ان کے فیصلے کی صحت پر صاد کیا۔ انہوں نے پے در پے حملے کر کے سکھ فوج کے چھکے چھڑا دیئے اور خاصے وسیع رقبے کو اس کے تسلط سے آزاد کرا لیا آزاد علاقے میں خلافت راشدہ کے نمونے پر حکومت قائم کی گئی اور اسلامی قوانین نافذ کیے گئے لیکن بعض قبائل کی غداری نے حالات کا رخ پلٹ دیا اور بالاکوٹ کے معرکے میں مجاہدین کو شکست اٹھانا پڑی۔ اس سانحہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اپنوں کی غداری اور ریشہ دوانیاں کتنی مہلک ثابت ہوتی ہیں۔ بہرطور سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقاء نے جو قندیل روشن کی اس سے کئی اور شمعیں جلیں اور برصغیر کی تحریک کو نئی وسعتیں ملیں جیسا کہ پہلے ذکر آیا۔ آپ ۱۲۰۱ھ مطابق ۱۷۸۶ء رائے بریلی میں پیدا ہوئے چار سال چار ماہ چار دن کے بعد آپ کی تسمیہ خوانی ادا ہوئی اور آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا۔ آپ کا دل مکتب میں نہ لگا اور وہاں جانا ترک کر دیا۔ والد بزرگوار نے بیٹے کی فطری صلاحیتوں کا اندازہ کر لیا تھا سو انہیں جسمانی ورزش اور مجاہدانہ قوتوں کو فروغ دینے کی طرف راغب کیا سید احمد شہید اپنے ہمعصر لڑکوں کو جمع کرتے انہیں دو گروہوں میں تقسیم کرتے اور مصنوعی جنگ لڑاتے۔ اس سے ان میں عسکریت کا جذبہ بیدار ہوا۔ کچھ عرصہ بعد آپ شاہ عبدالقادرؒ کے سپرد کیے گئے۔ جن سے قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۸۱۷ء میں دہلی واپس آئے اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ۱۸۲۱ء میں حج کے لیے مکہ معظمہ گئے اور ۱۸۲۴ء میں واپس وطن پہنچے اس پنجاب پر سکھ قابض تھے مسلمانوں کی دینی آزادی چھن چکی تھی اذان دینے کی اجازت نہ تھی آپ نے مسلمانوں کو سکھوں کی چیرہ دستیوں سے نجات دلانے کا عزم کیا اور مجاہدین کی ایک جماعت لے کر سرحد کے علاقے میں چلے گئے اور ۱۸۲۷ء میں اکوڑہ کے مقام پر سکھوں سے ان کی پہلی جنگ ہوئی جس میں دشمن کو شکست ہوئی۔ ۱۸۳۰ء میں انہوں نے پشاور فتح کر لیا اور یہاں اسلامی قوانین نافذ کیے بعض مقامی سرداروں کی پابندیوں کو نا برداشت نہ کر سکے اور سرکشی پر آمادہ ہوئے ۱۸۳۱ء میں آپ مجاہدوں کے ساتھ بالاکوٹ سے گزر رہے تھے کہ سکھوں کے نرغے میں آگئے۔ آپ حضرت شاہ اسمٰعیلؒ

جواہرات

علمی ذوق

یحییٰ ابن جعفر بیکندی کا بیان ہے کہ علی ابن عاصم کے حلقۂ درس حدیث میں تیس ہزار آدمی جمع ہوتے تھے۔ یزید بن ہارون نے جب بغداد میں درس حدیث دیا تو اس میں ستر ہزار حاضرین کا تخمینہ کیا گیا۔

ایک مرتبہ سلیمان ابن حرب کے واسطے بغداد میں قصر خلافت کے قریب ایک بلند جگہ منبر کی مثل تیار کی گئی تاکہ اس پر بیٹھ کر املائے حدیث کریں۔ اس مجلس میں امیر المومنین مامون الرشید اور تمام امرائے خلافت حاضر تھے جو لفظ امام ممدوح کے منہ سے نکلتا تھا اس کو امیر المومنین اپنے قلم سے لکھتے جاتے۔ جب حاضرین درس کا تخمینہ کیا گیا تو چالیس ہزار نفوس اندازے میں آئے۔

امام عاصم ابن علی املائے حدیث کے لیے بغداد سے باہر نخلستان میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھتے تھے ان کے مستملی ہارون نے اپنے کھڑے ہونے کے لیے ایک خمدار کھجور کا درخت پسند کر رکھا تھا۔ خلیفہ معتصم باللہ نے ایک بار اپنا ایک معتمد مجلس کے شرکا کا اندازہ کرنے کے لیے بھیجا معتمد نے اندازہ کیا تو ایک لاکھ بیس ہزار حاضرین موجود تھے۔

احمد بن جعفر راوی ہیں کہ جب ابو مسلم بغداد میں آئے تو رحبۂ غسان کے مقام پر انھوں نے حدیث کا املا کرایا۔ سات مستملی کھڑے ہوتے جو ایک دوسرے کو شیخ کی روایت پہنچاتے تھے اور لوگ کھڑے کھڑے حدیث میں مصروف تھے۔ یہ اندازہ کرنے کے لیے کہ کتنے آدمی اس وسیع و عریض میدان میں موجود تھے۔ میدان کی پیمائش کی گئی اور دواتوں کا شمار کیا گیا۔ کچھ اوپر چالیس ہزار دواتیں شمار ہوئیں۔ جو لوگ لکھتے نہ تھے محض سماعاً شریک تھے وہ اس تعداد سے خارج تھے۔

جب شیخ وقت فریابیؒ نے بغداد میں املائے حدیث کیا تو تین سو سولہ مستملی ان کی مجلس میں حاضر تھے اور حاضرین تقریباً تین ہزار۔ ابوالفضل کا بیان ہے کہ جب میں نے فریابیؒ سے حدیث سنی تو تقریباً دس ہزار آدمی ان کے پاس ایسے پڑھنے آتے تھے جو دوات قلم لے کر بیٹھتے تھے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ تیسری صدی ہجری میں یہ شوق رسول کریم کے اقوال و احوال کا تھا کہ اہل اسلام ایک ایک مجلس میں دس دس ہزار دواتیں لے کر حاضر ہوتے تھے۔

امام بخاریؒ کے صرف ایک شاگرد فربری سے نوے ہزار آدمیوں نے صحیح بخاری کی اجازت حاصل کی تھی۔

جب فرّا نے اپنی تصنیف کتاب (فن ادب) کا املا کرایا تو لوگوں نے حاضرین کا شمار کرنا چاہا، مگر کثرتِ ہجوم کی وجہ سے نہ کر سکے۔ صرف قاضیوں کو گنا تو اسّی تھے۔

مسلم بن ابراہیم کہتے ہیں کہ میں نے آٹھ سو شیوخ سے فن حدیث حاصل کیا۔ اور باوجود شیوخ کی اس کثرت کے میں پل اتر کر نہیں گیا یعنی ایک ہی شہر میں آٹھ سو اساتذہ حدیث ان کو ایسے مل گئے جو شیخ کے لقب سے ملقب تھے۔

۳۱۹ھ میں خلیفہ عباسی مقتدر باللہ کو یہ سن کر سخت افسوس ہوا کہ شہر بغداد میں ایک شخص کی جان کسی طبیب کی جہالت کی نذر ہو گئی آئندہ انسداد کے لیے رئیس الاطبا ابن ثابت کے نام یہ حکم صادر کیا گیا کہ تمام اطبائے بغداد کا امتحان لیا جائے جو امتحان میں کامیاب ہو اس کو سند عطا ہو اور جو ناکامیاب رہیں ان کو علاج کرنے سے روک دیا جائے۔ مزید احتیاط کی غرض سے اس بات کی تشریح بھی ہو کہ سند حاصل کرنے والے فلاں فلاں قسم کے امراض کا علاج کر سکتے ہیں۔ تاکہ وہ انہی امراض کا علاج کر سکیں جن میں انہیں پوری پوری مہارت حاصل ہو۔ اس ساری چھان بین کے بعد جن اطبا کو دارالخلافہ کے دونوں حصوں میں سند علاج عطا کی گئی ان کی تعداد نو سو تھی۔ مزید برآں وہ اطبا اس شمار سے خارج رہے جو بوجہ فضل و کمال امتحان سے مستثنیٰ تھے یا جن کو سرکار خلافت میں تعلق حاصل تھا۔

امام ادب نضر بن شمیلؒ جب بصرے سے خراسان کو جانے لگے تو تین ہزار آدمی شہر سے ان کی مشایعت کو ایسے نکلے جو یا نحوی تھے یا لغوی عروضی یا محدث اور مورخ۔

ابن الاعرابی کوفی نے ایک روز اپنے درس میں دو آدمیوں سے جو کہ باہم گفتگو کر رہے تھے۔ ان کا وطن دریافت کیا۔ ایک نے اپنا وطن اسبیجاب (متصل سرحد چین) بتایا دوسرے نے اسپین۔ ابن الاعرابی کو حیرت ہوئی کہ کس قدر

دور دراز کے علاقوں کے لوگوں کو شوقِ علم کی کشش ان کی مجلس میں کھینچ لاتی تھی۔

امام ابو العباس نے ایام طالب علمی میں والدہ سے اجازت چاہی کہ امام قتیبہ کی خدمت میں رہ کر فیضیاب ہوں مگر اجازت نہ ملی۔ جب والدہ رحلت فرما گئیں تو یہ بلخ پہنچے۔ وہ ان کے پہنچنے سے پہلے وفات پا چکے تھے۔ ایسی جلیل القدر استاذ کے فیض سے محروم رہ جانا ان دنوں دنیائے اسلام میں ایک ایسی مصیبت سمجھی جاتی تھی کہ لوگ ابو العباس کے پاس ان کی محرومی کی تعزیت کرنے کے لیے آتے۔

حافظ ابو نعیم کی کتاب الحلیہ کا پہلا نسخہ جب نیشاپور پہنچا تو وہاں اس کی یہ قدر ہوئی کہ چار سو اشرفی کو فروخت ہوا۔

عورتوں میں علمی ذوق

امام یزید بن ہارونؒ کو آخری عمر میں ضعفِ بصارت نے کتاب بینی سے معذور کر دیا تھا ان کی جاریہ اس مصیبت میں ان کے کام آئی اور وقت فرصت کتابیں دیکھ کر ان کے لیے حدیثیں یاد کر لیتی۔

ابن سماکؒ کوفی نے جو اپنے وقت کے بہت بڑے عالم تھے ایک مرتبہ تقریر کرنے کے بعد اپنی جاریہ سے پوچھا کہ میرا طرز بیان کیسا ہے۔ سخن شناس جاریہ نے کہا کہ تقریر تو اچھی ہے لیکن نقص یہ ہے کہ آپ ایک ہی بات کو بار بار کہتے ہیں۔
ابن سماک: میں اعادہ کلام اس لیے کرتا ہوں کہ جو مخاطب اول مرتبہ نہ سمجھے ہوں وہ بھی سمجھ جائیں۔
جاریہ: جب تک کم فہم سمجھیں گے سمجھنے والے مکدر ہو چکے ہوں گے۔

امام ابن جوزی کو ان کے والد تین برس کا چھوڑ کر رحلت کر گئے تھے۔ باپ کے بعد ان کی کفالت ان کی پھوپھی نے کی امام ابن جوزی کی بہت چھوٹی عمر تھی کہ ان کی پھوپھی ان کو لے کر علماً کے حلقۂ درس میں جایا کرتی تھیں تاکہ بچپن سے ہی ان کے کان علمی باتوں سے آشنا ہوں۔ اس ضبط اوقات کا یہ نتیجہ ہوا کہ ابن جوزی دس برس کی عمر میں وعظ فرمانے لگے اور دنیا کے جلیل القدر امام ہو گئے۔

عربی کے ریاضیات میں شرح چغمنی جس پایہ کی کتاب ہے اس سے ہر ایک مشرقی علوم حاصل کرنے والا طالب علم واقف ہے لیکن یہ بات بہت کم معلوم ہوگی کہ اگر قاضی زادہ روم کی بہن اپنے بھائی کی مدد نہ کرتی تو ہمارے کتب خانے اس مشہور کتاب سے محروم رہتے۔ شارح چغمنی نے ابتدائی علوم کی تحصیل اپنے وطن روم میں کی تھی جب انھوں نے اساتذہ عجم کے کمال کا شہرہ سنا تو خراسان کا شوق ان کے دل میں پیدا ہو گیا۔ اور خاموشی سے سامان سفر کرنے لگے ان کی عقیلہ بہن اپنی زیرکی سے بھائی کے ارادے کو پا گئی۔ اور بجائے اس کے کہ رو پیٹ کر گھر بھر دیتی۔ اپنا بہت سا زیور بھائی کے سامان سفر میں چھپا چھپا کر رکھ دیا تاکہ مسافرت میں خرچ کی طرف سے پریشان نہ ہو۔

امرا میں علمی ذوق

استاد ابن عمید وزیر آل بویہ نے ایک دفعہ بیان کیا کہ میں اس خیال باطل میں تھا کہ وزارت و ریاست سے زیادہ پُرلطف کوئی چیز نہیں مگر جب میں نے سلیمان ابن ایوب طبرانی اور جعابی کا مناظرہ سنا تو اس لطف کو بھول گیا۔ اس مناظرے میں طبرانی قوت حافظہ کے زور سے اور جعابی جودت طبع سے ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کر رہے تھے یہاں تک کہ ان کی آوازوں میں بلندی پیدا ہونے لگی۔ حتیٰ کہ جوش میں جعابی نے کہا کہ میرے پاس ایک ایسی حدیث ہے جو سارے عالم میں کسی کے پاس نہیں۔
طبرانی۔ بسم اللہ کہیے۔ سنائیے۔
جعابی نے سلسلۂ روایت شروع کیا ابو خلیفہ تا سلیمان ابن ایوب طبرانی۔ سلیمان ابن ایوب میرا ہی نام ہے اور ابو خلیفہ نے یہ حدیث مجھ سے حاصل کی تھی۔ اب تم مجھ سے اس کی سند حاصل کرو۔ جعابی یہ سن کر دم بخود رہ گئے۔ مجھ کو طبرانی کی اس وقت کی فرحت دیکھ کر یہ تمنا ہوئی کہ کاش میں وزیر کی بجائے طبرانی ہوتا اور یہ لطف و فرحت مجھ کو نصیب ہوتا۔

ادیب بے مثل صاحب ابن عباد فخر الدولہ کے وزیر تھے ایک موقع پر امیر بخارا نوح سامانی نے اپنی وزارت کے لیے ان کو درپردہ طلب کیا۔ ابن عباد نے خفیہ نہ آسکنے کے جو عذر لکھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ صرف میری کتابوں کو اٹھانے کے لیے چار سو اونٹوں کی ضرورت ہے۔ وزیر ممدوح کے ہمراہ ہر سفر میں اتنی کتابیں ہوتی تھیں کہ ان کو اٹھانے کے لیے تیس ۳۰ اونٹ درکار ہوتے تھے۔

علامہ موفق الدین بغدادی ایک بار قاضی فاضل سے ملے جو سلطان صلاح الدین کے سب سے زیادہ مقرب امیر تھے۔ جب یہ ان کی خدمت میں پہنچے تو ان کو اس حال میں پایا کہ خود لکھ رہے تھے اور دو کاتبوں کو املا کرا رہے تھے۔ اور مضمون بتلاتے جاتے تھے۔ جب یہ پہنچے تو ان سے بہت علمی اور نازک سوالات کیے مگر لکھنا برابر جاری رکھا۔ علامہ ممدوح بیان کرتے ہیں کہ وہ شخص سراپا قلب و دماغ معلوم ہوتا تھا۔ دوران تحریر میں ان کے لب اور چہرے سے جو رنگ رنگ کے حرکات نمودار و ظاہر ہوتے تھے۔ ان سے صاف پتہ چلتا تھا کہ کس قدر ولولہ ان کی طبیعت میں مضمون آفرینی کا تھا۔

صیہونیت اور فلسطین

صیہونیت اور فلسطین کے تعلق پر توجہ سے پہلے ذرا اس بات پر بھی غور کر لیجیے کہ دنیا یہودی قوم سے نفرت کیوں کرتی ہے ؟

یہودی عوام اگر ایک لمحے کے لیے بھی جذباتیت کو ایک طرف رکھ کر ٹھنڈے دل سے غور کریں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ دنیا ان سے نہیں بلکہ یہودی مزاج سے بیزار ہے جس کی نمائندگی سرمایہ دارانہ ذہنیت کرتی ہے ۔

تعصب کی عینک لگا کر حقائق کو کبھی نہیں دیکھا جا سکتا اور جذبات کی رو میں متانت و سنجیدگی نہیں ٹھہرتیں ۔ عقاید کی لگن اپنی جگہ ہے ، مگر ایک چیز ان کا فریب بھی ہے اور نفس انسانی کی شیطنت اور اس سکارانہ خود غرضی نے اندھی عقیدت سے ہمیشہ فایدہ اٹھایا ہے ۔ پھر ہوس مال و زر ایسی بلا ہے کہ اپنوں اور غیروں میں کوئی امتیاز نہیں کرتی اور محبت ، اخوت ، ہمدردی ، ایثار ، عدل ، انصاف اور انسانی دوستی کی ساری اعلیٰ قدریں پامال ہو کر رہ جاتی ہیں ۔ یہودی عوام اس زاویہ سے دیکھیں تو پہلی ہی نظر میں پتہ چل جاتا ہے کہ صیہونیت سرمایہ داری کا ایک شاطرانہ حربہ ہے جس کا منشا انہیں ہمیشہ کے لیے سرمایہ داروں کا زرخرید غلام بنا دینا ہے اور بس تم متعجب ہو ! ....

....

مگر اے نادان ! تم یہ کیوں بھول گئے ہو کہ تمہارے متموّل طبقے نے ایک عالم کا نہیں تمہارا بھی ہمیشہ اسی طرح استحصال کیا ہے ۔ یہ ان کی حرص و آز ہی تھی جس نے ہر جگہ تمہیں راندۂ درگاہ بنایا ۔ اور ان چند سرمایہ داروں کے کرتوت کا خمیازہ من حیث القوم تمہیں بھی اٹھانا پڑا ۔ تمہارے اصل دشمن صیہونیت کے مخالفین نہیں ہیں ، بلکہ خود تمہارے اپنے سرمایہ دار ہیں جنہوں نے ذاتی مفادات اور منفعت کے لیے ہمیشہ تمہیں داؤ پر لگایا ۔ ذرا ہوش کے ناخن لو اپنی تاریخ کی ورق گردانی کرو تو تمہیں خود پتہ چل جائے گا کہ تم کہاں کھڑے ہو ؟ کون تمہارا مخلص ہے ؟ اور کون دشمن ہے ؟ ۔

اپنے دشمنوں کے بھیانک چہرے دیکھنا چاہو تو آؤ ماضی کی تاریخ کے آئینے میں دیکھو ۔ تاریخ جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور وہی بتاتی ہے جو سچ ہو ــــ !

شاید تمہیں اپنے عہد غلامی کی ابتدا ریاد ہو چلو اپنے ہی ایک صیہونیت کے مبلغ نارمن بینٹ وچ کی بات سنو ۔ یہ چھٹی صدی ق م کا المیہ ہے ۔ تم خوشحالی اور سکون سے رہتے تھے ، مگر تمہارے لالچی سرمایہ داروں نے سازش کی ، تمہیں بغاوت پر اکسایا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بابل کے جنگجو شہنشاہ بخت نصر نے حملہ کر کے ہیکل سلیمان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ، اور تمہیں غلام بنا کر بازاروں میں فروخت کیا ۔ تمہارے عہد جدید کے بعض مصنفین تمہارے دینی جذبات سے خاطر خواہ فایدہ اٹھانے کے لیے صیہونیت کو قدیم بتاتے ہیں اور یہ تاریخ آٹھویں صدی قبل مسیح تک لے جاتے ہیں جب موجودہ اسرائیل شہنشاہ سلیمان کی مملکت میں شامل تھا ۔ ان کے بعد اسیریا کے شاہ سرگون نے اسے غارت کر دیا اور بعد ازاں بیرونی کو دوبارہ اسیریا نے کر آباد کیا ۔ اس وقت تم زراعت یا تجارت پیشہ ہی تھے ۔ اور فونیقیا اور شام سے ہوتے ہوئے تمہارے تجارتی قافلے ایشیا ، میسوپوٹیمیا اور مصر تک جاتے تھے ۔

ناصر آرسوبل کہتا ہے کہ شاہ سرگون دوم نے تم میں سے کچھ کو لونڈی غلام بنا کر فروخت کیا اور اکثریت کو اپنے ملک کے غیر آباد علاقوں میں آباد کر دیا ۔

حضرت سلیمانؑ کے زمانے سے تم ان کی وسیع مملکت میں پھیلے ہوئے تھے ۔ خود بخت نصر کے زمانے میں بھی تمہاری بہت بڑی تعداد بابل موجود تھی ۔ مورخین کی اکثریت کی رائے ہے کہ تم میں کسان ، دستکار ، مالکان زمین اور چھوٹے بڑے تاجر تھے ۔ نوآمدہ یہودی لونڈی غلام کی اکثریت کو بابل کے قدیم یہودی سرمایہ داروں ہی نے خریدا اور ان کی محنت و مشقت سے فایدہ اٹھایا ــ !

تاریخ بتاتی ہے کہ بابل میں بھی تمہارا آبائی پیشہ سود خوری اور قرض کاری زور وں پر تھا ۔ ایک جرمن ماہر آثار قدیمہ لیو جو بر ینتاؤ لکھتا ہے : حالیہ کھدائی میں چند کتبات ملے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی

تجارت میں بڑے ہوشیار تھے۔ اور سود خوری اور قرض کے کاروبار کے سبب اہل بابل پر چھا گئے!

یہی وہ زمانہ تھا جب حریص یہودی سرمایہ داروں نے محسوس کیا کہ زیادہ سے زیادہ فائدے اٹھانے کے لیے حکومت پر قبضہ کرنا ضروری ہے۔ مگر چونکہ اقلیت میں تھے اس لیے کسی اور حربے کی ضرورت پڑی۔

بابل کے قدیم باشندے یہ دیکھ کر جلتے تھے کہ اقتصادی اعتبار سے تم ان سے بہتر ہو۔ تمہیں تمہارے سرمایہ داروں نے اپنا آلہ کار بنانے کے لیے بقول جیمس پارکر پہلی بار صیہونیت کی کہانی گھڑی۔ اپنی نسلی برتری اور جداگانہ انفرادیت کا ڈھونگ رچایا اور یوں طبقاتی کش مکش کا آغاز ہوا۔

بہرحال اس کہانی کا منشا مالدار یہودی اقلیت کا مفاد ہی تھا۔ پھر آہستہ آہستہ اسے مذہبی رنگ بھی دے دیا گیا، تاکہ تمہارے جذبات کو مشتعل کر کے اس کی باگیں ذاتی مفادات کی طرف بآسانی موڑی جا سکیں۔ بعض مورخوں کے خیال میں اس کا ایک منشا یہ بھی تھا کہ یہودی صیہونیت کے چکر میں آکر دیہاتوں کو چھوڑ کر شہروں میں آ بسیں تاکہ وہاں ان کی اکثریت ہو جائے اور پھر وہ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کر سکیں۔ اس طرح مذہب کی آڑ لے کر انہوں نے بابل میں اپنی جڑیں مضبوط کرنی شروع کیں جس کی جھلک یرمیاہ کے پیغام میں ملتی ہے کہ: "اپنے گھر بناؤ اور ان میں رہو، باغ لگاؤ اور ان کے پھل کھاؤ۔ اپنے بیٹوں بچوں کو بھی وہیں لے جاؤ اور اپنی نسلوں کو بڑھاؤ اور کم نہ ہو۔"

اب ذرا صیہونیت اور فلسطین کے تعلق پر بھی نظر ڈالو۔

۵۳۸ ق م ایرانی حکمران سائیرس نے بابل کو فتح کر لیا۔ حکومتی مفادات کے لیے وہ بابل کو کمزور اور مغربی سرحدوں کو مضبوط بنانا چاہتا تھا۔ اس لیے اس نے ایک فرمان کے ذریعہ یہودیوں کو بیت المقدس واپس جا کر وہاں آباد ہونے کی اجازت کا فرمان جاری کیا۔

لیکن فلسطین کی محبت پر زر و مال ہی کی محبت غالب رہی۔ اور جیسا کہ خود برطانیہ کا یہودی ربی اعظم ۱۹۱۷ء میں لکھتا ہے کہ: "سائیرس کے فرمان کے باوجود یہودیوں نے بابل چھوڑنا پسند نہیں کیا۔"

ایک امریکی مورخ اور محقق اے ٹی آمیسٹڈ اس کی تائید کرتے ہوئے یہ تبصرہ بھی کرتا ہے کہ: "یہ توقع ہی فضول تھی کہ یہودی جو بابل میں [illegible] میں کھپ رہے تھے اس [illegible] کو چھوڑ کر یہودا کی بنجر پہاڑیوں پر آباد ہو جائیں گے۔"

ایک ماہر صیہونیت امریکی محقق [illegible] آخری دور کی ایک دلچسپ بات یہ بھی لکھتے ہیں کہ: "بابل کے یہودی مذہبی رہنماؤں نے نہ صرف فرمان کی مخالفت کی بلکہ اس بات پر زور بھی دیا کہ تمام ممالک کے یہودیوں کو چاہیے کہ عبادت کے وقت پہلے بابل کے دانشوران کے لیے دعا خیر کیا کریں، کیونکہ یہی وہ مقدس شہر ہے جہاں سے علم و دانش کے سرچشمے پھوٹتے ہیں اور جہاں سے تمام لوگوں کی رہبری کی جاتی ہے۔"

تم نے دیکھا کہ اس وقت صیہونی عقیدت بابل کو فلسطین پر ترجیح دیتی رہی اور سائیرس نے تمہیں فلسطین جانے کا موقع بھی دیا تو تم نے اس پیش کش کو ٹھکرا دیا، مگر ذرا غور تو کرو کہ کیوں؟ اور کس کے کہنے پر؟

آؤ اب ذرا ہیلنیتی عہد پر بھی ایک اچٹتی نظر ڈال لو۔ پہلی صدی عیسوی کا ایک مشہور فلسفی اور مورخ فلو جوڈائیس لکھتا ہے: "۱۹۹ اور ۲۰۷ء میں بیت المقدس کے یہودیوں نے سلطنت روما کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں بیت المقدس کو تباہ کر دیا گیا۔"

تم جانتے ہو کہ باغی شہروں کی تباہی اور وہاں کے باشندوں کا قتل اور ان کا غلام بنا لینا اس زمانے کی عام روایت تھی اور یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی، مگر تمہارے صیہونی ڈھنڈورچی اس واقعہ کو بالخصوص اچھالتے ہیں اور ساری تان اس فقرے پر توڑتے ہیں کہ:

۱۔ سارے مظالم صرف یہودیوں پر ہی توڑے گئے اور:

[illegible] کی مذمت [illegible] کے بعد فلسطین سے [illegible] کو زبردستی نکال دیا گیا۔

[illegible] تاریخوں سے یہ ثابت [illegible] صیہونیت [illegible] کہ [illegible] فلسطین جانے کی [illegible] ورنہ شاید تمہیں یاد ہو کہ اس [illegible]

[illegible] انسان کی تباہ [illegible]
[illegible] سکتے تھے کہ:
[illegible]

[illegible]:

آ دبایا مصر و ایران کو اجل کی شام نے
سطوت یونان و روما لوٹ لی ایام نے

تاریخ کے اوراق الٹو تو ایک طائرانہ نگاہ ہی بتا دے گی کہ ہوس ملک و مال نے یا بالفاظ دیگر سامراج و سرمایہ داری نے کتنے تہذیبوں اور کتنی بستیوں کو اجاڑا، کتنی آبادیوں کو خاک میں ملایا اور کتنی بار انسانیت کو پامال کیا ہے۔

شاید تمہیں کورنتھ کا نام یاد ہو۔ صفحہ ہستی سے جس کا نام و نشان تک مٹا دیا گیا تھا۔ یا شاید کارتھیج کی تباہی کی داستان تمہارے ذہنوں میں محفوظ ہو۔ بیت المقدس کے یہودیوں کی سرکشی، رومنوں کے خلاف گال قوم اور اہل برطانیہ کی بغاوت سے کچھ کم تو نہ تھی۔ اگر اس کی پاداش میں بیت المقدس کی تباہی در پیش ہوئی تو یہ کوئی نئی بات تو نہیں ہے۔

جہاں تک سلطنت روما سے یہودیوں کے خراج کا تعلق ہے ذرا لیونارڈ اسٹین کے تجزیہ پر بھی توجہ کرو۔ یہ مشہور محقق رقمطراز ہے کہ:

"مدت سے یہودی قبیلے مصر، سائیرین، ایلا، شام، میسوپوٹیمیا، حبش، اٹلی اور یونان میں آباد تھے جو وہاں بڑی خوشحالی اور آسائش کی زندگی گزار رہے تھے وہ یہودی حکومت کے زوال سے بہت پہلے ہی دنیا میں پھیل گئے تھے اور زیادہ تر عیسائیت کے ظہور کے بعد سلطنت روما میں کل ۷۰ لاکھ یہودی تھے جن میں سے سات لاکھ فلسطین میں رہتے تھے۔"

حضرتِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

حضرت فاروق اعظم کی شہادت اسلام کے ان مصائب میں سے ہے جن کی تلافی نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ جس دن سے وہ مسلمان ہوئے، دینِ الٰہی کی شوکت و عزت بڑھ گئی اور اپنے عہدِ خلافت میں تو وہ کام کیے جن کی نظیر چشمِ فلک نے نہیں دیکھی اور جس دن دنیا سے رخصت ہوتے مسلمانوں کا اقبال بھی رخصت ہو گیا۔

مختصر حال آپ کی شہادت کا یہ ہے کہ جب آپ اپنے آخری حج سے واپس ہوئے تو وادیٔ محصب میں اپنی چادر سر کے نیچے رکھے ہوئے لیٹے تھے۔ چاند کی طرف جو نظر کی تو اس کی روشنی اور اس کی تنویر آپ کو اچھی معلوم ہوئی۔ فرمایا کہ دیکھو ابتدا میں یہ کمزور تھا۔ پھر بڑھتے بڑھتے یہ پورا ہوا اور پھر گھٹنا شروع ہو گا۔ یہی حال دنیا میں تمام چیزوں کا ہے۔ پھر دعا مانگی کہ اے اللہ! میری رعیت بہت بڑھ گئی اور میں اب کمزور ہو گیا خداوندا! قبل اس کے کہ مجھ سے فرائضِ خلافت میں کچھ قصور ہو مجھے دنیا سے اٹھا لے!

اس کے بعد مدینہ میں پہنچ کر آپ نے خواب دیکھا کہ ایک سرخ مرغ نے آپؓ کے شکمِ مبارک پر تین چونچیں ماریں۔ آپ نے یہ خواب لوگوں سے بیان کیا اور فرمایا کہ اب میری موت قریب ہے۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ ایک روز اپنے معمول کے مطابق بہت سویرے مسجد میں نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اس وقت ایک درّہ آپ کے ہاتھ میں ہوتا تھا اور سونے والوں کو اپنے درّے سے جگاتے تھے۔ مسجد پہنچ کر نمازیوں کی صفیں درست کرنے کا حکم دیتے تھے۔

اس کے بعد نماز شروع فرماتے تھے اور نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے تھے۔ اس روز بھی آپؓ نے ایسے ہی کیا۔ نماز ویسے ہی آپؓ نے شروع کی تھی، صرف تکبیرِ تحریمہ ہی کہنے پائے تھے کہ ایک مجوسی کافر ابولولو جو حضرت مغیرہ کا غلام تھا اور ایک زہر آلود خنجر لیے ہوئے مسجد کی محراب میں چھپا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے آپ کے شکمِ مبارک میں تین زخم کاری اس خنجر کے لگائے۔ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے آگے بڑھ کر بجائے آپ کے امامت کی اور مختصر نماز پڑھا کر سلام پھیرا۔

ابولولو نے چاہا کہ کسی طرح مسجد سے باہر نکل کر بھاگ جائے، مگر نمازیوں کی صفیں مثلِ دیوار کے حائل تھیں۔ ان سے نکل جانا آسان کام نہ تھا۔ لہٰذا اس نے اور صحابیوں کو بھی زخمی کرنا شروع کر دیا۔ تیرہ صحابی زخمی ہوئے جن میں سات جاں بر نہ ہو سکے۔ اتنے میں نماز ختم ہو گئی اور ابولولو پکڑ لیا گیا۔ جب اس نے دیکھا کہ میں گرفتار ہو گیا تو اسی خنجر سے اس نے اپنے کو بھی خنجر مار لیا۔

اتنا بڑا عظیم واقعہ ہوا مگر کسی مسلمان نے نماز نہیں توڑی۔ نماز پورے اطمینان کے ساتھ ختم کی گئی۔ نماز کے بعد حضرت فاروقِ اعظمؓ کو لوگ اٹھا کر ان کے مکان پر لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپؓ کو ہوش آیا اور آپ نے نمازِ فجر اسی حالت میں پڑھی۔

سب سے پہلے آپؓ نے سوال کیا کہ میرا قاتل کون ہے؟ حضرت ابن عباسؓ نے کہا ابولولو مجوسی کافر۔ یہ سن کر آپ نے تکبیر ایسی بلند آواز سے کہی کہ باہر تک آواز گئی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایک کافر کے ہاتھ سے مجھے شہادت ہوئی۔

یہ ابولولو ایک مرتبہ حضرت فاروقِ اعظمؓ کی خدمت میں یہ شکایت لے کر گیا تھا کہ میرے مالک نے مجھ پر محصول زیادہ باندھا ہے۔ آپ اس میں کمی کرا دیجیے۔ آپ نے محصول کی تعداد دریافت کی اور پوچھا کہ تو کیا کام کرتا ہے۔ اس نے کہا میں چکی بناتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس کام کا کرنے والا عرب میں تیرے سوا کوئی نہیں ہے، لہٰذا یہ محصول کام کے لحاظ سے زائد نہیں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک چکی ہمارے لیے بھی بنا دے۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ آپ کے لیے ایک ایسی عمدہ چکی بنا دوں گا کہ تمام دنیا میں اس کی شہرت ہو گی۔ آپ نے فرمایا دیکھو! یہ غلام مجھے قتل کی دھمکی دیتا ہے۔ کسی نے کہا: اے امیر المومنین! آپ حکم دیں تو ابھی اس کو گرفتار کر لیا جائے۔ آپ نے فرمایا کیا جرم سے پہلے سزا دے دی جائے؟ اسی وقت سے ابولولو نے ایک خنجر بنایا اور اس کو زہر میں بجھا لیا اور اسی فکر میں رہا۔

حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حادثہ کی خبر نے تمام مدینہ میں کہرام برپا کر دیا۔ تمام مہاجرینؓ و انصارؓ آپؓ کو گھیرے میں لیے ہوئے بیٹھے تھے اور کہہ رہے تھے کہ کاش! ہماری عمریں آپ کو دی جائیں اور آپ ابھی اسلام کی خدمت کے لیے قائم رہیں۔

دوا و علاج کی بھی کوشش کی گئی، مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ جب صحابہ کرام کو یہ معلوم ہوا کہ آپؓ کی توقع نہیں ہے۔ اس وقت سب کی عجیب حالت تھی۔ سب نے جا کر آپ سے کہا کہ امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے، آپ نے کتاب اللہ

کی پیروی کی ۔ور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کیا ۔

اس کے بعد آپؓ نے حضرت صہیبؓ کو اپنی جگہ امام نماز بنا دیا اور فرمایا میرے تین دن کے اندر اندر خلیفہ کا انتخاب کر لینا ۔

پھر اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس جاؤ اور میری طرف سے بعد سلام کے عرض کرو کہ میری دلی خواہش یہ ہے کہ میں اپنے صاحبین کے ساتھ دفن کیا جاؤں ۔ اگر اس میں کچھ تکلیف یا نقصان آپکو ہو تو پھر جنت البقیع میرے لیے بہتر ہے ۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ گئے اور ام المومنینؓ کو یہ پیغام پہونچایا ۔ انھوں نے فرمایا کہ وہ جگہ میں نے اپنے لیے رکھی تھی ، مگر میں ان کو اپنے اُوپر ترجیح دیتی ہوں ۔ جس وقت یہ خوش خبری حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو پہونچائی تو آپ بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ اللہ کا شکر ہے کہ میری سب سے بڑی خواہش یہی تھی وہ بھی اس نے پوری کر دی ۔

اس کے بعد پھر نزاع کی حالت شروع ہو گئی اسی حالت میں ایک جوان آپ کے پاس آیا جس کی ازار ٹخنوں سے نیچے تھی ۔ آپ نے فرمایا : اے بھتیجے ازار ٹخنوں سے اونچی رکھا کرو ۔ اس میں کپڑا بھی صاف رہتا ہے اور خدا کی اطاعت بھی ہے ۔

جب آپ کا جنازہ نماز کے لیے لایا گیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے پہلے سے یہی خیال تھا کہ آپ دونوں کا مدفن بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوگا ۔ کیونکہ میں سنا کرتا تھا کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات میں اپنے ذکر کے ساتھ آپ دونوں کا ذکر کیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں خدا سے دعا مانگا کرتا تھا یا اللہ جیسا نامۂ اعمال عمر بن الخطابؓ کا ہے میرا نامۂ اعمال بھی ایسا ہی ہو ۔

۲۷ ذی الحجہ کو بروز چہارشنبہ کو زخمی ہوئے تھے اور پانچویں دن یکم محرم کو بروز یک شنبہ بعمر تریسٹھ سال رحلت فرمائی ۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ وارضاہ ۔

حضرت صہیبؓ نے نماز جنازہ پڑھائی ۔ اور خاص روضۂ نبویؐ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپؓ کی قبر مبارک بنائی گئی ۔ اس روضۂ مقدسہ کے اندر صرف تین قبریں ہیں ۔ ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ، دوسری حضرت صدیق اکبرؓ کی اور تیسری حضرت فاروق اعظمؓ کی ۔ حضرت صدیقؓ کا سر مبارک اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے شانۂ اقدس کے برابر ہے اور حضرت عمر فاروقؓ کی قبر مبارک پائتی کی جانب ہے ۔

حضرتِ فارُوقِ اعظم کے فضائل میں چند آیات و احادیث :

علاوہ ان آیات کے جن میں عموماً صحابۂ کرام کی یا مہاجرین کی مدح و ثنا ارشاد فرمائی گئی ہے ، خصوصیت کے ساتھ حضرت فاروق اعظمؓ کے فضائل میں متعدد آیات قرآنیہ نازل ہوئی ہیں اور یہ چیز قرآن کی روشن خصوصیات کہ ان کی خواہش اور ان کی رائے کی تائید و موافقت میں اکثر آیاتِ قرآنیہ کا نزول ہوا جس سے حق تعالیٰ شانہ نے یہ بات ظاہر فرما دی کہ ان کی فطرت و طبیعت ملاء اعلیٰ کے رنگ میں پورے طور پر رنگین ہو چکی ہے ۔ اس مقام پر انھی آخری دو قسموں کی چند آیات کا حوالہ بطور مثال کے دیا جاتا ہے :

آیت اظہارِ دین جو قرآن مجید میں تین جگہ ہے جس میں اللہ تعالےٰ نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ دین برحق کو دنیا کے تمام مذاہب پر غلبہ حاصل ہو جائے گا :

لیظہرہ علی الدین کلہ

اور ظاہر ہے کہ یہ مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ ایران و روم کی دو زبردست سلطنتیں جن سے کفر اور اہل کفر کو ہر قسم کی قوت و شوکت حاصل تھی زیر و زبر نہ ہو جائیں پس گویا آیت میں فتح ایران و روم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد قرار دیا گیا اور یہ مقصد آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حاصل نہیں ہوا ، بلکہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پورا ہوا انھی کے زمانہ خلافت میں یہ دونوں سلطنتیں مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں اور دین برحق کی قوت تمام مذاہب سے زیادہ ہو گئی ۔

اب خیال کرو کہ حضرت فاروق اعظمؓ کی کیسی عظیم الشان فضیلت اس آیت سے ظاہر ہوئی کہ ان کے ہاتھ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد پورا ہوا ۔

۲ آیت دعوتِ اعراب جو سورہ انا فتحنا میں ہے جس میں حق تعالیٰ نے بطور پیشین گوئی کے ارشاد فرمایا ہے کہ اے نبیؐ جو بدو لوگ حدیبیہ میں آپکے ہمراہ نہ گئے تھے ان سے فرما دیجیے کہ عنقریب ایک بلانے والا تم کو ایک سخت جنگ آور قوم سے لڑنے کے لیے بلائے گا ، اگر تم اس بلانے والے کی اطاعت کرو گے تو بڑا ثواب پاؤ گے ورنہ تم پر عذاب نازل ہو گا "

یہ پیشین گوئی حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں پوری ہوئی کہ انھوں نے ان بدوؤں کو لڑنے کے لیے نہیں بلایا ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا بارگاہِ خداوندی میں وہ مرتبہ ہے کہ آپ کی اطاعت پر قرآن شریف میں وعدۂ ثواب ارشاد ہوا ، اور آپ کے باغی کو خدا نے عذابِ الیم کی تہدید فرمائی ۔

۳ حضرت فاروق اعظمؓ کو بڑی خواہش اس بات کی تھی کہ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم دیا جائے چنانچہ قرآن مجید میں ان کے لیے پردہ کا حکم آگیا ، آپ بار بار یہ آرزو ظاہر کرتے تھے کہ مقام ابراہیم کو مصلےٰ بنایا جائے ۔ آخر قرآن مجید میں حکم آگیا کہ مقامِ ابراہیم کو مصلےٰ بناؤ ۔۔ قیدیانِ بدر کے متعلق آپ کی رائے یہ تھی کہ ان سے فدیہ نہ لیا جائے بلکہ سب کو قتل کر دیا جائے ۔ اس کی تائید میں قرآن مجید میں آیت نازل ہوئی ۔ شراب کو حرام کیے جانے کی تمنا سب سے زیادہ آپکو تھی ، آخر قرآن میں شراب کی حرمت کا حکم آگیا ۔۔ منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکا کرتے تھے ۔ آخر قرآن مجید میں حکم آگیا

ولا تصل علی احد منہم ،

اذان کی مشروعیت سے پہلے آپ سے عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ نماز کی اطلاع کا کوئی انتظام ہونا چاہیے۔ بعض علماء نے مستقل کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں اس قسم کے تمام احکام شرعیہ کو ایک جگہ جمع کیا ہے

احادیث

۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابن خطاب! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ شیطان جب تم کو کسی راستہ میں چلتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ میں چلنے لگتا ہے۔ (بخاری مسلم) اور ترمذی میں ہے کہ تحقیق شیطان تم سے اے عمر! ڈرتا ہے۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کسی بات میں شیطان کا دخل نہیں ہو سکتا۔ یہ صفت اگر عصمت نہیں تو ظل عصمت ہونے میں کیا شبہ۔

ہو سکتا ہے۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے ابوطلحہ کی بی بی رُمیصا کو دیکھا اور میں نے کسی کے چلنے کی آواز سنی تو پوچھا کہ یہ کون ہے۔ فرشتوں نے کہا یہ بلال ہیں، اور میں نے ایک محل وہاں دیکھا تو پوچھا کہ یہ کس کا ہے؟ لوگوں نے کہا عمر بن خطاب کا ہے۔ میرا ارادہ ہوا کہ اس کے اندر جا کر اس کو دیکھوں مگر مجھے (اے عمرؓ) تمہاری غیرت کا خیال آگیا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، کیا میں آپ کے اوپر غیرت کرتا؟"

(مسلم وبخاری)

۳۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگ قمیض پہنے ہوئے ہیں کسی کا قمیض پستان تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا اور عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب جو میرے سامنے لائے گئے تو ان کا قمیض اتنا نیچا تھا کہ چلنے میں زمین پر گھسٹتا تھا۔ لوگوں نے کہا! یارسول اللہ! اس کی تعبیر آپ نے کیا دی؟ فرمایا دین"

۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بتحقیق اللہ نے عمرؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق کو قائم کر دیا ہے۔

ابوداؤد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عمر کی زبان پر رکھ دیا ہے وہ جو کہتے ہیں حق ہوتا ہے اور حضرت علیؓ فرماتے تھے کہ ہم لوگ اس بات کو بعید نہ سمجھتے تھے کہ سکینہ حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہے۔" (دلائل البیہقی)

۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو یقیناً وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی)

۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز گھر سے باہر نکل کر مسجد تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے ایک آپ کی داہنی جانب دوسرے بائیں جانب اور آپ ان دونوں کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اسی حالت میں آپ نے فرمایا کہ ہم تینوں قیامت کے دن اسی طرح اٹھیں گے۔

فتاوی دار العلوم دیوبند محشّٰی ومدلّل

قدیم وجدید مسائل پر مشتمل عظیم الشان اُردو فتاوی کا یہ علمی ذخیرہ ہمارے ہاں زیر طبع ہے۔
دار العلوم دیوبند کے مطبوعہ نسخہ کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔
انشاء اللہ العزیز چند ماہ میں طباعت مکمل ہو جائے گی۔
کُل صفحات تقریباً ساڑھے چار ہزار۔ کاغذ سفید گلیز۔ طباعت عکسی
قیمت دس جلد غیر مجلد -/۳۵۰، مجلد پلاسٹک کور -/۴۰۰ روپے۔ خرچہ ڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا۔
۲۹ رجب ۱۴۰۰ھ تک ایک صد روپے پیشگی ادا کرنے پر ایک سو روپے کی رعایت دی جائیگی۔

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ، ملتان

عبد السمیع السندی
التفصص فی الفقہ الاسلامی جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی ۵

جشن صد سالہ دار العلوم دیوبند میں علمی نمائش

جشن دارالعلوم دیوبند کے منتظمین نے یوں تو حاضرین اجتماع کی دلچسپی اور معلومات کے لئے ان گنت پروگرام ترتیب دیے تھے جن سے دارالعلوم کی دینی، علمی، تاریخی اور تحریکی زندگی کو نمایاں کیا گیا تھا، تاہم اس موقع پر علمی نمائش کا انعقاد واقعتاً اتنا اہم تھا کہ اس کے بغیر جملہ تقریبات کی تمام تر خوبیوں کے باوجود بات نامکمل رہتی۔ چنانچہ اس وقت ہم دارالعلوم کی علمی نمائش کے بارے میں چند ایک باتیں قارئین کے سامنے پیش کریں گے۔

دارالعلوم کو دنیا کی اسلامی یونیورسٹی کہا جاتا ہے اور اس کو جامعہ ازہر قاہرہ کے بعد سب سے بڑی جامعہ کا درجہ دیا جاتا ہے۔ بنابریں اس علمی نمائش کے بارے میں چند معلومات پیش کرنا مناسب ہوگا جو اس تاریخی تقریب میں خاص طور پر لگائی گئی تھیں۔ یہ علمی نمائش دارالعلوم کے کتب خانہ کے باہر لگائی گئی تھی اس علمی نمائش کو مختلف کتبوں اور پوسٹروں کے ذریعے سجایا گیا تھا۔ ان میں سے بعض پوسٹر چند اکابرین کی مختصر سوانح اور ان کی تالیفات پر مشتمل تھے اور بعضوں کا تعلق دارالعلوم اور اس کے مختلف شعبوں کے قیام اور ان کی تعمیرات کی تفصیلات سے تھا، جبکہ بعض میں دارالعلوم کے فضلاء کی مختلف شعبوں میں خدمات کا تذکرہ تھا اور ایک پوسٹر میں تحریک ریشمی رومال کی مختصر تاریخ اور اس کے مراکز کا تذکرہ تھا۔

چند اکابر کی تالیفات کے پوسٹروں کے بارے میں کچھ معلومات سپرد قلم ہیں اس میں اکابر دیوبند کے مختصر سوانح پر مشتمل دیدہ زیب پوسٹر ہر آنے والے کی توجہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔ ان میں مندرج معلومات کا یہاں مختصراً تذکرہ مناسب ہوگا۔ سب سے پہلے شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ کی تالیفات کے بارے میں پوسٹر آویزاں تھا، جس میں سب سے پہلے ان الفاظ سے حضرت شیخ الہند کا تعارف کرایا گیا تھا،

" رئیس هیئۃ التدریس بدارالعلوم سابقاً کان احسن المتأخرین معرفۃ فی الفقہ واصولہ واعرفهم بغوامضہ وقواعدہ . وکان آیۃ باهرۃ فی علو الهمۃ وبعد النظر وحب الجهاد فی سبیل اللہ وکانت لہ المشارکۃ فی جمیع العلوم العقلیۃ والفضلیۃ تمتاز دروسہ بالوجازۃ والدقۃ وکان قد وضع خطۃ تحریر الهند من استعمار الانجلیز یعرف فی هذه البلاد بشیخ الهند"

اس کے بعد آپ کی بعض تالیفات کا یوں تذکرہ کیا گیا تھا:

۱۔ تقریر ترمذی
۲۔ الورد الشذی علی جامع الترمذی
۳۔ الابواب والتراجم
۴۔ افادات محمود
۵ ایضاح الادلۃ
۶۔ اظہار الحق
۷۔ ترجمہ شیخ الہند
۸۔ پیغام صدارت
۹۔ ادلہ کاملہ

اس کے بعد آگے بڑھتے ہیں تو دارالعلوم کے سب سے پہلے مفتی مولانا عزیز الرحمان عثمانی متوفی ۱۳۴۷ھ کی تالیفات کا پوسٹر سامنے آتا ہے جس میں سب سے پہلے مولانا موصوف کا ان الفاظ میں تعارف لکھا تھا:

"کانت لہ ملکۃ راسخۃ فی الافتاء وخبرۃ تامۃ بالفقہ واستحضار لمتونہ وجزئیاتہ یکتب الجواب عفو الساعۃ والاحتیاج الی المراجعۃ والتفکیر فی اکثر الاحیان هذا مع تحر للصواب ودقۃ فی تحریر المسائل والالمام بالحوادث والنوازل قد داوم علی ذالک اربعین سنۃ وکان کثیر الافاضۃ قوی النسبۃ تذکرلہ کشوف وکرامات ۔"

بعد از اں حضرت مفتی صاحب کی مؤلفات مذکور تھیں۔

۱۔ عزیز الفتاویٰ
۲۔ فتاویٰ دار العلوم اول تا ششم
۳۔ الطاف ربانیہ

آگے بڑھنے پر مولانا محمد اشرف علی تھانوی المتوفی ۱۳۶۲ھ کی تالیفات پر مشتمل پوسٹر توجہ کا مرکز بنا۔ اس میں مولانا محترم کے بارے میں پہلے مندرجہ ذیل تعارف تھا۔

کان رحمہ اللہ علما کبیرا من اعلام المصلحین للامۃ الاسلامیہ وکان لہ فضل کبیر فی نشر العقیدۃ الصحیحۃ واصلاح الاعمال والاخلاق ومحاربۃ العوائد والبدع التی تسربت فی المسلمین عن طریق المواطنین وکان اعظم مؤلف فی ھذا العصر بالاطلاق ومن کبار العلماء الربانیین واعظم من النفعۃ بھم الھند فی اصلاح العقیدۃ والعمل حتی لقب بحکیم الامۃ"

بعد ازاں حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی بعض تالیفات کا بیان تھا:

۱۔ بیان القرآن
۲۔ وجوہ المثانی مع توجیہ الکلمات والمعانی
۳۔ التکشف عن مہمات التصوف
۴۔ الجلاء للابتلاء
۵۔ قصد السبیل
۶۔ بسط البنان
۷۔ التنبیہ الطربی فی تنزیہ ابن العربی
۸۔ الاقتصاد فی التقلید
۹۔ الانتباہات الیومیۃ من افادات القومیۃ
۱۰۔ المصالح العقلیۃ

واضح رہے کہ مولانا موصوف کی کل تصنیفات ۹۱۰ ہیں۔

اس کے بعد مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کی تالیفات کا تذکرہ تھا۔

بعد ازاں محقق العصر مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ متوفی ۱۳۶۹ھ کی تالیفات کا پوسٹر جاذب نظر ہوا جس میں حضرت علامہ کا مختصر تعارف ان الفاظ میں تھا:

"کان رحمہ اللہ مفسرا بارعا وخطیبا مصقعا ومتکلما ناصحا متضلعا بالعلوم العقلیۃ والنقلیۃ ذا خبرۃ وبصیرۃ فی فنون الحدیث وکان فخر الحنفیۃ فی عصرہ کما وصفہ العلامۃ زاھد الکوثری رحمہ اللہ"

تالیفات کی تعداد ۲۲ تک پہنچتی ہے جن میں سے بعض نمایاں ترین یہ ہیں:

۱۔ تفسیر قرآن کریم
۲۔ فتح الملہم لصحیح المسلم جلد اوّل ثانی ثالث
۳۔ سجود الشمس
۴۔ الھدیۃ السنیۃ
۵۔ العقل والنقل
۶۔ اعجاز القرآن
۷۔ الروح فی القرآن
۸۔ المراسلات السیاسیۃ

۲۔ دار العلوم اور اس میں قائم بعض مختلف شعبوں کی تعمیرات و ترقیات پر مشتمل پوسٹروں کا خلاصہ

ان پوسٹروں میں دار العلوم میں ہونے والی ترقیات کا سن وار ذکر تھا جن کا ہم نہایت اختصار سے تذکرہ کرتے ہیں۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ۹ سال بعد ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء یوم پنجشنبہ کو ہندوستان کا پہلا مدرسہ "مدرسہ اسلامی عربی دیوبند" کے نام سے مسجد چھتہ دیوبند میں قائم ہوا۔ اس دن صرف ایک استاد اور ایک ہی طالب علم تھے۔ استاد کا نام ملا محمودؒ اور شاگرد کا نام محمود حسنؒ تھا اور تعلیم عربی ابتدائی کتابوں کی تھی۔ چھوٹے بچوں کے لئے ابتدائی اردو فارسی کا پہلے سال میں کوئی انتظام نہ تھا مگر پندرہ دن بعد تیس محرم تک طلباء کی تعداد اکیس ہو گئی تھی اور پورا سال گزرنے کے بعد یعنی یکم شعبان جب تک تعلیمی سال مکمل ہو رہا تھا عربی پڑھنے والے کل طلباء کی تعداد ۷۸ تک پہنچ گئی جنہیں بیشتر دوسرے اضلاع کے تھے حد یہ ہے کہ پنجاب، کابل اور فارس سے آکر طلبہ نے داخلہ لیا اور باہر کے طلباء ۵۸ تھے طلبہ نے ایک سال میں میزان سے کافیہ تک پڑھا اور متوسط الاستعداد فراغت کے قریب پہنچ گئے۔ دن بدن دار العلوم مرحلہ بمرحلہ ترقی کرتا رہا مگر نو سال تک اس کے لئے کوئی مستقل عمارت نہ بن سکی۔

دار العلوم کا بنیاد

۱۹ ذیقعدہ ۱۲۹۱ھ کو تقسیم انعام کا جلسہ ہوا، اس میں سرپرست مدرسہ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے تجویز پیش کی کہ مدرسے کے لئے کسی کشادہ رقبہ میں اس کی اپنی عمارت بنوائی جائے۔ حاضرین جلسہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور اسے ضروری قرار دیا۔ چنانچہ اس کے لئے الگ چندہ ہوا اور آبادی کے کنارے محلہ دیوان کے متصل ایک زمین خریدی گئی۔ یہی وہ زمین ہے جہاں آج دار العلوم قائم ہے۔ ۱۲۹۲ھ میں پہلے جلسۂ دستار بندی کے موقع پر دار العلوم کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ مولانا نانوتویؒ کی تجویز پر سب سے پہلے حضرت میاں جی منے شاہ صاحبؒ نے خشت بنیاد رکھی پھر حضرت حاجی عابد حسینؒ نے اینٹ رکھی اور پھر مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حضرت نانوتویؒ نے اینٹ رکھوائی۔ آخر میں سب کے سامنے خود بھی اینٹ رکھی۔

دار الطلبہ قدیم اور دار المشورہ

۱۳۱۶ھ میں سب سے پہلے دار الطلبہ کی عمارت اور اس کے ساتھ ہی صدر دروازہ پر دار المشورہ کی عمارت تیار ہوئی۔

دار الطلبہ جدید

۱۳۴۷ھ میں دار الطلبہ جدید کی بنیاد ڈالی گئی اور اس کی تعمیر کا کام عرصہ تک جاری رہا۔

اس دارالاقامہ کی تکمیل ۱۳۶۱ھ میں ہوئی۔ یہ دارالعلوم کا سب سے وسیع دارالاقامہ ہے جس میں ایک سو کمرے صرف زیریں منزل میں ہیں بعد میں اس کے اوپر بھی اتنے ہی کمرے بنا دیے گئے۔ درمیانی مدت میں حسب ضرورت دارالاقامے اور بھی بنا دیے گئے جن میں افریقی منزل قدیم و جدید قابل ذکر ہیں۔

مسجد دارالعلوم

طلباء کی نماز پڑھنے میں دشواری کے سبب ۱۳۲۷ھ میں ایک اور مسجد کی بنیاد ڈالی گئی۔ بعد میں ۱۳۲۹ھ میں مسجد کی بالائی منزل کا اضافہ ہوا۔

کتب خانہ

شروع میں کتابیں احاطہ نودرہ کے بعض کمروں میں تھیں لیکن   میں اس کی عمارت کا دارالمشورہ سے متصل دوسری منزل پر سنگ بنیاد رکھا گیا جو کہ اس وقت اردو ہال کے نام سے موسوم ہے اور کتب خانہ کی یہ عظیم الشان عمارت چھوٹے بڑے آٹھ کمروں اور چار وسیع ہالوں پر مشتمل ہے۔ ان میں ایک کمرہ اکابر دارالعلوم کی تصانیف کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ اس میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے لے کر اس وقت کے اکابر علماء کی تصانیف کا ذخیرہ موجود ہے۔ کتب خانہ میں قلمی کتابوں کا بڑا ذخیرہ موجود ہے جن کا دو ضخیم جلدوں میں تعارف لکھا گیا ہے اور چھپوایا گیا ہے اور ۱۳۱۱ھ میں فن طب کی معیاری اور بہترین کتب کو جمع کر کے کتب خانہ میں شامل کیا گیا۔ اس وقت کتب خانہ کے ناظم مولانا سلطان الحق اور مدیر مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب ہیں۔

شعبۂ تجوید کا قیام

۱۳۲۱ھ میں شعبہ تجوید کا اجراء عمل میں لایا گیا۔ سب سے پہلے اس شعبہ میں قاری عبدالوحید خان الہ آبادی کو لایا گیا جو کہ قاری عبدالرحمان مکی کے تلامذہ میں سے تھے۔ اس وقت چار اساتذہ اس شعبہ میں مصروف عمل ہیں۔ ہر طالب علم کے لئے ایک سال تجوید پڑھنا لازمی ہے۔

دارالافتاء

ابتداءً فتووں کے جوابات خود صدر المدرسین مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ لکھتے تھے۔ آپ کے بعد دوسرے مدرسین سے یہ کام لیا جاتا رہا مگر جب یہ کام زیادہ بڑھ گیا تو اس کے لئے مستقل شعبہ ۱۳۱۰ھ میں قائم کیا گیا۔ اور حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی جو اس وقت نائب مہتمم بھی تھے بحیثیت مفتی دارالافتاء مقرر کئے گئے۔ کافی عرصہ تک سوالات و جوابات کی نقول رکھنے کا نظم نہ تھا لیکن ۱۳۲۹ھ میں اس شعبہ کو ترقی دی گئی۔ ایک نائب مفتی اور محرر کا اضافہ کیا گیا۔ تمام سوالات و جوابات کی نقولات کو محفوظ رکھا جانے لگا ۱۳۴۷ھ تک یہ شعبہ مولانا مفتی عزیز الرحمن کے ہاتھوں میں رہا اور آپ یہ خدمت تن تنہا انجام دیتے رہے۔ اب اس شعبہ کے نظام کی تمام تر ذمہ داری مولانا مفتی نظام الدین اعظمی کے سپرد ہے اور اس وقت اس شعبہ میں چار مفتیان کرام اور پانچ محرر کام کر رہے ہیں جن کے صدر مفتی مولانا محمود حسن گنگوہی ہیں۔ ہر سال بارہ تیرہ ہزار کی تعداد میں فتاویٰ جاری ہوتے ہیں۔

دارالحدیث

۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ میں دارالحدیث کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور عام مسلمانوں کے چندہ سے اس کی تعمیر کی گئی۔ ہندوستان کی پوری تاریخ میں یہ پہلی عمارت ہے جو "دارالحدیث" کے نام سے بنی۔ اس وقت کے علماء کبار سنگ بنیاد کی تقریب میں شریک تھے جیسے شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ متوفی ۱۳۳۹ھ، حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ متوفی ۱۳۶۲ھ، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائپوریؒ رحمہم اللہ طاب اللہ ثراہم۔ حضرت تھانویؒ کی درخواست پر تمام حضرات نے دو دو اینٹیں رکھیں۔ اس کی تعمیر کے بعد اسی دارالحدیث میں آج تک دورۂ حدیث کے اسباق ہوتے ہیں۔

دارالتفسیر

۱۳۵۱ھ میں دارالتفسیر کا اجراء عمل میں آیا جس کو دورۂ حدیث کے بعد رکھا گیا۔ یہ دارالتفسیر کی بلند ترین عمارت ۱۳۵۸ھ میں دارالحدیث کی بالائی منزل پر بنائی گئی اس پر عمدہ گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ تکمیل کے کئی درجات کا اجراء عمل میں لایا گیا جیسے ادب۔ دینیات اور معقولات اور شعبۂ جدید عربی وغیرہ

شعبۂ خوشخطی کا اجراء

۱۳۶۴ھ میں شعبۂ خوشخطی قائم کیا گیا تاکہ اس فن کے خواہشمند طلباء فراغت کے بعد خط نسخ اور خط نستعلیق کی مشق کر کے عمدہ کاتب بن سکیں اور بوقت ضرورت اس فن کو ذریعہ معاش بھی بنا لیں۔

دارالصنائع

۱۳۶۵ھ میں یہ مستقل شعبہ قائم ہوا جس میں طلباء کو مختلف صنعتیں سکھائی جاتی ہیں۔

باب الظاہر

۱۳۵۹ھ میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب افغانستان تشریف لے گئے۔ وہاں سابق والی افغانستان نے رقم پیش کی۔ واپس آ کر مزید رقم ملا کر باب الظاہر کے نام سے عظیم دروازہ تیار کیا گیا۔

جامعہ طبیہ

دارالعلوم میں فن طب کی داغ بیل ۱۲۹۵ھ میں پڑ چکی تھی۔ ۱۲۹۶ھ میں طبی اسباق کا سلسلہ شروع ہوا۔ دارالعلوم کے سب سے اول مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ ایک عرصہ تک طبی و معالجاتی فیض سے بہرہ ور فرماتے رہے۔ ۱۳۰۱ھ میں اس

طبی سلسلہ کو مزید ترقی دی گئی اور حضرت شیخ الہندؒ کے برادرِ خورد مولانا حکیم محمد حسن صاحبؒ اس خدمت کے لئے مامور ہوئے اور پھر مولانا حکیم سید محمد مرتضیٰ حسن صاحب بھی خدمات انجام دیتے رہے۔ محدث اعظم حضرت مولانا علامہ انور شاہ کشمیریؒ سے بھی بعض طلبہ نے طب کی تعلیم حاصل کی۔ چنانچہ مولانا حکیم سید محفوظ علی صاحب دیوبندیؒ نے علامہ موصوف سے استفادہ کیا جن کا شمار ہندوستان کے حاذق اطباء میں ہوتا ہے

۱۳۲۹ھ میں شعبۂ طب کو مستقل حیثیت دیدی گئی اور دارالعلوم کے دیگر شعبہ جات کی طرح یہ شعبہ بھی ترقی کی طرف گامزن رہا۔ مجلس شوریٰ دارالعلوم نے ۱۳۶۶ھ میں اس شعبہ کو ایک مکمل ادارہ کی شکل دینے کی منظوری دیدی ۱۳۷۰ھ میں وقف کرنال سے معقول رقم ملنے کے بعد دارالعلوم سے متصل ایک وسیع قطعہ اراضی مزید کر لاکھوں روپے کے صرفہ سے تعلیم و معالجہ کے لئے عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ ۱۹۶۰ء میں انڈین میڈیسن بورڈ یو۔پی نے جامعہ طبیہ دارالعلوم دیوبند کو ریکگنائزڈ کیا۔ دارالعلوم کی روایت کے مطابق جامعہ میں بھی طلبہ سے کسی قسم کی فیس نہیں لی جاتی بلکہ مفت تعلیم دی جاتی ہے۔ مزید براں طلبہ کو مفت قیام درسی کتب اور مستحقین کو مفت طعام کی سہولتیں فراہم کی جاتی ہیں۔ ۱۳۸۳ھ میں جامعہ طبیہ کی عمارت کا سنگِ بنیاد رکھا گیا۔

علاوہ ازیں مختلف زمانوں میں مختلف عمارات بنیں جن کا ذکر ہم طوالت مضمون کے خوف سے چھوڑتے ہیں جیسے :

- دارالقرآن
- یادگارِ سعدی
- کتب خانہ کا جدید ہال
- دفتر محاسبی
- دفتر تنظیم و ترقی
- جدید مہمان خانہ
- دارالعلوم مسجد ... [illegible]
- دیگر [illegible] وغیرہ

دارالعلوم دیوبند کے عظیم فیضیافتگان کی مجموعی تعداد

ان میں سب سے اہم ان عظیم فیضیافتگان کی مجموعی تعداد کا تذکرہ تھا جنہوں نے مختلف دینی، علمی اور تحریکی شعبوں میں انقلاب عظیم برپا کر دیا۔ دارالعلوم دیوبند نے ایک جامع اور معیاری درسگاہ ہونے کی حیثیت سے ہر نوع ایسے فضلاء پیدا کئے ہیں جنہوں نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں کام کیا اور کر رہے ہیں۔ علمی نمائش میں ایسے مختلف کتبے آویزاں تھے جن میں ماہرین کا ان کے اسمائے گرامی کے ساتھ تفصیلاً ذکر کیا گیا تھا۔ ہم صرف ۱۲۸۳ھ سے ۱۳۹۲ھ تک کے اعداد و شمار ذکر کرتے ہیں۔

دارالعلوم نے بفضلِ خدا

۵۳۶	مشائخ طریقت پیدا کئے	۶۸۴	صحافی پیدا کئے
۱۱۶۴	مصنفین " "	۴۲۸۸	خطیب و مبلغ پیدا کئے
۵۸۸۸	مدرسین " "	۲۸۸	طبیب پیدا کئے
۱۷۸۴	مفتی " "	۷۴۸	فارغین شعبۂ صنعت و حرفت
۱۵۴۰	مناظر " "	۸۹۳۴	ابنائے قدیم دارالعلوم نے مدارس قائم کئے

از ۱۲۸۳ھ تا ۱۳۹۸ھ دورۂ حدیث سے فارغ شدہ فضلاء کی تعداد

۱۱۸۶۱	ہندوستانی فضلاء	۳۰۶۱	ممالک غیر کے فضلاء
۲۲۹	تکمیل افتاء	۳۵۹	تجوید اردو حفص
۵۴	تکمیل دینیات	۴	تجوید عشرہ
۱۴	" معقولات	۴۲۷	تجوید عربی حفص
۵۲۴	" خوشنویسی	۷۰۰۰	مستفیدین غیر فضلاء
۱۴۵	" ادب عربی	۲۶	تعداد مضامین تعلیم
۲۴۷	" درجات اردو دینیات	۲۲	تعداد شعبہ جات
۲۰۲	" طب		
۵۹۸	دورۂ تفسیر		
۶۸۱	حفظ قرآن مجید		
۴۷	تجوید سبعہ		

کتب خانہ میں کتابوں کی تعداد ۱۰۹۷۰۲

تحریکِ آزادی میں دارالعلوم دیوبند کا رہنمایانہ کردار

علمی نمائش میں ایک طویل و عریض کتبہ دیوار پر آویزاں تھا جس میں تحریک ریشمی رومال کا مختصر تذکرہ تھا اور اس کے ساتھ ہی تحریک کے مراکز کو سربراہانِ مراکز کے اسمائے گرامی کے ساتھ نقشہ کے ذریعہ نمایاں کیا گیا تھا۔ اس رپورٹ کے مندرجات کو افادۂ عام کے لئے نقل کیا جا رہا ہے۔

تحریک کا تعارف : آزادیٔ ہند کی اسی اوّلین تحریک کو دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرسین شیخ الحدیث اسیرِ مالٹا شیخ الہند

حضرت مولانا محمود حسنؒ نے ۱۹۰۵ء میں شروع کی تھا۔ ہندوستان کے کم و بیش پندرہ کروڑ عوام اور افغانستان و ترکی کے ارکان حکومت اس سے وابستہ تھے۔ شیخ الہندؒ عوامی انقلاب اور بیرونی فوجی امداد کے ذریعے ملک سے انگریزوں کو نکالنا چاہتے تھے۔ ۱۹۱۶ء میں حضرت شیخ الہندؒ کی گرفتاری پر تحریک ایک نئی شکل میں ابھری۔ ۱۹۲۰ء میں شیخ الہندؒ کی رہائی کے بعد اس میں ایک نئی روح پیدا ہوئی۔ بیالیس سال کی بے شمار قربانیوں کے بعد ۱۹۴۷ء میں یہ تحریک آزادی کی منزل سے ہمکنار ہوئی۔

ہندوستان میں اس تحریک کے یکے بعد دیگرے دیوبند اور دہلی ہیڈکوارٹر بنے۔

دیوبند ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۴ء تک ہیڈکوارٹر رہا اور تحریک کے صدر حضرت شیخ الہندؒ تھے جبکہ کارکنان یہ ہیں:

- امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ،
- حضرت مولانا محمد میاںؒ،
- „ مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ،
- „ „ حسین احمد مدنیؒ اور
- „ „ عزیز گل صاحب مدظلہم کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

دہلی ۱۹۱۴ء سے ۱۹۲۰ء تک تحریک کا ہیڈکوارٹر رہا۔ صدر تحریک حضرت شیخ الہندؒ تھے جبکہ کارکنان یہ ہیں:

- مولانا محمد علی جوہرؒ،
- „ شوکت علیؒ،
- „ ابوالکلام آزادؒ،
- ڈاکٹر مختار احمد انصاری
- مولانا عبیداللہ سندھیؒ،
- حکیم محمد اجمل خانؒ اور
- خان عبدالغفار خان کے نام نمایاں ہیں۔

ہندوستان میں تحریک کے ذیلی مراکز

علاقے	صدر مقام	سربراہ
سورت، گجرات، بمبئی	راندیر	مولانا ابراہیم کادی
اترپردیش	پانی پت	„ احمداللہ پانی پتی
پنجاب (غیر منقسم)	لاہور	„ احمد علی چکڑالی

پاکستان میں تحریک کے ذیلی مراکز

موجودہ ۱۹۴۷ء

علاقے	صدر مقام	سربراہ
سندھ	امروٹ شریف	مولانا تاج محمود امروٹیؒ
	دین پور شریف	„ ابوالسراج غلام محمد
	کراچی	مولانا محمد صادقؒ
بلوچستان	قلات لسبیلہ	„ „ اسحاقؒ
سرحد	ترنگ زئی	خان عبدالغفار خان
آزاد قبائل و باغستان	اتمان زئی وادگی	مولانا فضل واحد ترنگزئی
وسیا و کوہ قندھار		
الاکی و کوہستان صغیر و کبیر		

افغانستان میں تحریک کا مرکز

صدر مقام	سربراہ
کابل	مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور منصور انصاری

بنگلہ دیش موجودہ ۱۹۷۱ء میں تحریک کا مرکز

ڈھاکہ	مولانا ریاض احمد

برما میں تحریک کا مرکز

رنگون	مولانا محمد مبین دیوبندی

علمی گہوارے کے قلمی شہپارے

علم اور قلم کا باہمی رشتہ بہت قدیم ہے۔ اسی بناپر دارالعلوم دیوبند کے علماء اور فضلاء کی تصنیفی اور قلمی خدمات بھی ان کی دیگر خدمات کی طرح ملت کے لئے ایک عظیم سرمایہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگرچہ تصنیفی خدمات کا مکمل احاطہ ایک مشکل کام ہے، صرف حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی کل کتابوں کی تعداد نو سو دس ہے اور دارالعلوم کے فضلاء میں ۲۷۶ افراد تصنیفی میدان میں نمایاں حیثیت کے مالک ہیں۔ دہلی کا تصنیفی ادارہ ندوۃ المصنفین ڈابھیل کی مجلس علمی فضلاء دارالعلوم ہی کے قائم کئے ہوئے ادارے ہیں۔ پاکستان میں دارالعلوم کراچی، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ اشرفیہ و جامعہ مدنیہ لاہور وغیرہ کے اشاعتی مکاتب سے تصنیفی و تالیفی نتائج منظر عام پر آرہے ہیں۔ فضلاء دارالعلوم نے ہر فن میں تصنیف و تالیف کے جوہر دکھائے ہیں۔ تفسیر، حدیث، اصول حدیث، اصول تفسیر، فقہ، اصول فقہ، کلام، تصوف، اخلاق، تاریخ، تعلیم، ادب، سیاست وغیرہ علوم و فنون کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جن پر علماء دیوبند نے کوئی کتاب نہ لکھی ہو۔ ہم ان کاوشوں سے مختصراً علماء دارالعلوم کی بعض فنون میں تصنیفات و تالیفات کا اجمالی تعارف

پیش کرتے ہیں۔

قرآن مجید کے تراجم و تفاسیر اور متعلقات

۱۔	ترجمہ قرآن مجید	شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ
۲۔	〃 〃 〃	حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ
۳۔	〃 〃 〃	مولانا محمد یوسف شاہ کشمیریؒ
۴۔	حواشی قرآن مجید	〃 شبیر احمد عثمانیؒ
۵۔	〃 〃 〃	〃 احمد علی لاہوریؒ
۶۔	تفسیر معارف القرآن	〃 مفتی محمد شفیع کراچویؒ
	〃 〃	〃 محمد ادریس کاندھلویؒ
۸۔	تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن	〃 ثناء اللہ امرتسریؒ
۹۔	تفسیر معوذتین	〃 محمد قاسم نانوتویؒ
۱۰۔	〃 بیان القرآن	〃 اشرف علی تھانویؒ
۱۱۔	〃 ثنائی	〃 ثناء اللہ امرتسریؒ
۱۲۔	ترجمہ تفسیر جلالین	〃 مفتی عزیز الرحمٰن عثمانیؒ
۱۳۔	اعجاز القرآن	〃 شبیر احمد عثمانیؒ
۱۴۔	التقریر الحاوی	〃 فخر الحسن صدر المدرسین
۱۵۔	تدوین قرآن	〃 مناظر احسن گیلانیؒ
۱۶۔	التصوف فی الاسلام	〃 محمد طاہر قاسمیؒ
۱۷۔	سبق الغایات فی نسق الآیات	〃 اشرف علی تھانویؒ
۱۸۔	حاشیہ تفسیر بیضاوی	〃 عبد الرحمٰن امروہوی
۱۹۔	دینی دعوت کے قرآنی اصول	〃 قاری محمد طیب مدظلہ
۲۰۔	تفسیر ہدایۃ القرآن	〃 محمد عثمان کاشف الہاشمی
۲۱۔	مشکلات القرآن	حضرت مولانا علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ
۲۲۔	کمالین ترجمہ جلالین	مولانا محمد نعیم صاحب
۲۳۔	قصص القرآن	〃 حفظ الرحمٰن سیوہاروی
۲۴۔	فہم قرآن	〃 سعید احمد اکبرآبادی
۲۵۔	العون الکبیر شرح فوز الکبیر	〃 〃 〃 پالنپوری
۲۶۔	وحی الٰہی	〃 〃 〃 اکبرآبادی
۲۷۔	ہدیۃ المہدیین فی آیۃ خاتم النبیین	〃 مفتی محمد شفیع
۲۸۔	منۃ الجلیل فی بیان مافی معالم التنزیل	

حدیث اور متعلقات حدیث

۱۔	الابواب والتراجم	شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ
۲۔	اعلاء السنن	مولانا ظفر احمد انصاریؒ
۳۔	بذل المجہود	〃 خلیل احمد سہارنپوریؒ
۴۔	شرح ترمذی	〃 محمد ابراہیم بلیاوی
۵۔	العرف الشذی	علامہ انور شاہ کشمیریؒ
۶۔	فتح الملہم	مولانا شبیر احمد عثمانیؒ
۷۔	فضل الباری شرح صحیح البخاری	〃 〃 〃 〃
۸۔	فیض الباری علی صحیح البخاری	علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ
۹۔	الفیۃ الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی
۱۰۔	انوار الباری شرح صحیح بخاری	〃 احمد رضا بجنوری
۱۱۔	انوار المحمود حاشیہ سنن ابی داؤد	〃 انور شاہ کشمیریؒ
۱۲۔	ایضاح البخاری	〃 فخر الدین احمد
۱۳۔	انتخاب صحاح ستہ	〃 قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
۱۴۔	تدوین حدیث	〃 مناظر احسن گیلانی
۱۵۔	ترجمان السنۃ	〃 بدر عالم میرٹھی
۱۶۔	ترجمہ صحیح بخاری	〃 شبیر احمد عثمانیؒ
۱۷۔	التعلیق الصبیح	〃 محمد ادریس
۱۸۔	التعلیق المحمود حاشیہ ابی داؤد	〃 فخر الحسن گنگوہی
۱۹۔	حاشیہ آثار السنن علامہ شوق نیموی	〃 انور شاہ کشمیریؒ
۲۰۔	معارف السنن شرح جامع ترمذی	〃 محمد یوسف بنوریؒ
۲۱۔	حاشیہ سنن ابن ماجہ	〃 الحدث شاہ کشمیریؒ
۲۲۔	حجیت حدیث	〃 محمد ادریس کاندھلویؒ
۲۳۔	حدیث رسول کا قرآنی معیار	حکیم الامۃ قاری محمد طیب
۲۴۔	سنن سعید بن منصور	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
۲۵۔	الکوکب الدری	〃 رشید احمد گنگوہیؒ
۲۶۔	مسند حمیدی	تعلیق و تحقیق مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی
۲۷۔	مشکوٰۃ الآثار	مولانا سید محمد میاں دیوبندیؒ
۲۸۔	معارف الحدیث	〃 محمد منظور نعمانی
۲۹۔	مظاہر حق شرح مشکوٰۃ المصابیح	〃 عبد اللہ جاوید
۳۰۔	المطالب العالیہ	〃 حبیب الرحمٰن اعظمی
۳۱۔	مصنف عبد الرزاق عربی ۱۱ جلدیں	〃 〃 〃 〃
۳۲۔	القول الفصیح	〃 سید فخر الدین احمد
۳۳۔	الورد الشذی علی جامع الترمذی	شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ
۳۴۔	نبراس الساری علی اطراف البخاری	مولانا عبد العزیز گوجرانوالہ
۳۵۔	معارف المشکوٰۃ شرح مشکوٰۃ المصابیح	مولانا عبد الرؤف عالی
۳۶۔	الکوکب الشذی علی جامع الترمذی	〃 رشید احمد گنگوہیؒ
۳۷۔	معارف مدنیہ تقریر ترمذی حضرت مدنیؒ	مولانا سید طاہر حسن
۳۸۔	کتابۃ الحدیث	〃 سید منت اللہ صاحب

فقہ اور متعلقات فقہ

۱۔	الحجۃ علی اہل المدینہ	تعلیق مولانا مہدی حسن
۲۔	امداد الفتاویٰ	حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ

۳۔ بہشتی زیور	حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ
۴۔ کفایۃ المفتی	مولانا کفایت اللہ دہلویؒ
۵۔ آلات جدیدہ کے شرعی احکام	مولانا مفتی محمد شفیعؒ
۶۔ احکام حج	"
۷۔ آسان حج	مولانا محمد منظور نعمانیؒ
۸۔ اسلام کیا ہے	"
۹۔ احکام القرآن	" ظفر احمد تھانوی
	" مفتی محمد شفیعؒ
	" محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۰۔ تعلیم الاسلام	" مفتی کفایت اللہ دہلویؒ
۱۱۔ حاشیہ سراجی	" رحمت اللہ سبحانی
۱۲۔ ترجمہ قدوری	" ابوالحسن بارہ بنکوی
۱۳۔ حاشیہ قدوری	" غلام مصطفیٰ قاسمی سندھی
۱۴۔ عزیز الفتاویٰ	" عزیز الرحمٰن عثمانیؒ
۱۵۔ جواہر الفقہ	" مفتی محمد شفیعؒ
۱۶۔ حج کیسے کریں؟	" محمد منظور نعمانی
۱۷۔ حاشیہ شرح نقایہ	" اعزاز علی امروہویؒ
۱۸۔ " کنز الدقائق	" "
۱۹۔ " نور الایضاح	" "
۲۰۔ فتاویٰ امدادیہ	" اشرف علی تھانویؒ
۲۱۔ " دارالعلوم دیوبند	
۲۲۔ " محمدی مع شرح دیوبندی	" سید اصغر حسین دیوبندی
۲۳۔ نظام اقتصادی	" مفتی نظام الدین
۲۴۔ نور الاصباح	" سید محمد میاںؒ
۲۵۔ مفید الوارثین	" سید اصغر حسین
۲۶ میراث المسلمین	"

ادب ولغت

۱۔ البنات ترجمہ اردو قصائد لامیۃ المعجزات	مولانا اعزاز علی امروہویؒ
۲۔ حاشیہ مفید الطالبین	"
۳۔ اردو عربی ڈکشنری	" عبدالحفیظ بلیاوی
۴۔ بیان اللسان (عربی اردو لغت)	" قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی
۵۔ ترجمہ مقامات حریری مع حاشیہ	مولانا عبدالصمد صارم
۶ توشیحات شرح المقامات	" قاضی سجاد حسین
۷۔ التعلیقات شرح المقامات	" نور الحق
۸ حاشیہ دیوان حماسہ	" اعزاز علیؒ
۹۔ حاشیہ دیوان متنبی	مولانا اعزاز علیؒ
۱۰۔ حاشیہ مقامات حریری	" محمد ادریس کاندھلویؒ
۱۱۔ " مفید الطالبین	" ظہور الحق دیوبندی
۱۲۔ " " "	" محمد علی چاٹگامی
۱۳۔ قصیدہ لامیۃ المعجزات	" حبیب الرحمٰن عثمانی
۱۴۔ قاموس القرآن	" قاضی زین العابدین
۱۵۔ القاموس الجدید	" وحید الزماں کیرانوی
۱۶۔ القراءۃ الواضحۃ	"
۱۷۔ نفحۃ العرب	" اعزاز علی
۱۸۔ " "	" وحید الزماں
۱۹۔ معین اللبیب فی قصائد الحبیب	" حبیب الرحمٰن عثمانی
۲۰۔ مصباح اللغات	" عبدالحفیظ بلیاوی

عقائد وکلام

۱۔ حدوث مادہ وروح	" محمد ادریس کاندھلویؒ
۲۔ ترجمہ شرح عقائد	" عبدالاحد دیوبندیؒ
۳۔ اسلامی عقائد "اردو"	" محمد عثمان دربھنگوی
۴۔ " " "بنگلہ"	
۵۔ عقائد الاسلام قاسمی	" طاہر قاسمی
۶۔ علم الکلام	" محمد ادریس کاندھلویؒ
۷۔ عقائد الاسلام	"
۸۔ الدین القیم	" سید مناظر احسن گیلانیؒ

احسان وتصوف واخلاق

۱۔ آداب الشیخ والمرید	حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ
۲۔ اخلاق وفلسفہ اخلاق	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
۳۔ شریعت وتصوف	" مسیح اللہ خان علیگڑھی
۴۔ تربیۃ السالک	حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ
۵۔ شرح مثنوی مولانا رومؒ	مولانا عبدالقادر دریودی
۶۔ دعوات عبدیت حق	مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک
۷۔ التکشف عن مہمات التصوف	حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ
۸۔ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک	"
۹۔ مبادی التصوف	"
۱۰۔ کلید مثنوی مولانا رومؒ	"
۱۱۔ عرفان التصوف	"

تاریخ وسیرت واسلامیات

۱۔ اسلام کا اقتصادی نظام	مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ
۲۔ " " نظام تقسیم دولت	" مفتی محمد شفیعؒ
۳۔ اسلامی معیشت	" مناظر حسن گیلانی
۴۔ اسلام کا نظام تعلیم وتربیت	"

۵۔ اسلام کا نظامِ حکومت
مولانا حامد الانصاری

۶۔ اسلام میں غلامی کی حقیقت
مولانا سعید احمد اکبرآبادی

۷۔ اسلام اور مغربی تہذیب
مولانا محمد طیب قاسمی

۸۔ نظامِ اسلام مع دستورِ اسلام
مولانا محمد ادریس کاندھلوی

۹۔ اشاعتِ اسلام
مولانا حبیب الرحمٰن عثمانی

۱۰۔ امام ابوحنیفہؒ کی سیاسی زندگی
مولانا مناظر احسن گیلانی

۱۱۔ انوارِ قاسمی
مولانا انوار الحسن شیرکوٹی

۱۲۔ عصرِ حاضر میں اسلام کیسے نافذ ہو؟
مولانا محمد تقی عثمانی

۱۳۔ اسلام اور عصرِ حاضر
مولانا سمیع الحق اکوڑہ خٹک

۱۴۔ تاریخ الحدیث
مولانا عبد الصمد صارم

۱۵۔ تاریخ التفسیر
مولانا عبد الصمد صارم

۱۶۔ تذکرہ شاہ ولی اللہ دہلویؒ
مولانا محمد منظور نعمانی

۱۷۔ تذکرہ حضرت مجدد الف ثانی
مولانا محمد منظور نعمانی

۱۸۔ تذکرۃ الاعزاز
مولانا سید انظر شاہ کشمیری

۱۹۔ تجلیاتِ عثمانی
مولانا انوار الحسن شیرکوٹی

۲۰۔ تاریخ القرآن
مولانا عبد الصمد صارم

۲۱۔ حضور اکرمؐ کی سیاسی زندگی اخلاق کے آئینہ میں
مولانا اخلاق حسین قاسمی

۲۲۔ جائزہ تراجمِ قرآنی
مولانا محمد سالم قاسمی

۲۳۔ حیاتِ شیخ الاسلام
مولانا سید محمد میاں دیوبندی

۲۴۔ حیاتِ امداد اللہ مہاجر مکی
مولانا اشرف علی تھانویؒ

۲۵۔ رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم)
مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

۲۶۔ خلقِ عظیم
مولانا حامد الانصاری

۲۷۔ خالدؓ بن ولید
مولانا عبد السبوح پشاوری

۲۸۔ خاتم الانبیاء
مولانا مفتی محمد شفیع

۲۹۔ سیرتِ طیبہ
مولانا قاضی زین العابدین میرٹھی

۳۰۔ سوانحِ قاسمی
مولانا مناظر احسن گیلانی

۳۱۔ سوانحِ اویس قرنیؓ
مولانا مناظر احسن گیلانی

۳۲۔ سوانحِ ابوذر غفاریؓ
مولانا مناظر احسن گیلانی

۳۳۔ سفرنامہ شیخ الہندؒ
مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

بقیہ: وفاتِ صدیقِ اکبرؓ

منه تحيد (ترجمہ) موت کی بے ہوشی کا صحیح وقت آگیا یہ وہ ساعت ہے جس سے تم بھاگتے تھے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نزع کے وقت میں اپنے باپ کے سرہانے گئی تو یہ شعر پڑھا،

"جس کے آنسو ہمیشہ رکے رہتے
ایک دن وہ بھی بہہ جائیں
گے۔ ہر سوار کی ایک منزل
ہوتی ہے اور ہر پہنچنے والے
کو ایک کپڑا دیا جاتا ہے۔"

فرمایا: بیٹی! اس طرح نہیں، حق بات اس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ (مذکورہ آیت)

انتقالِ پاک

پاک زندگی کا خاتمہ اس کلام پر ہوا:

رب توفنی مسلماً والحقنی بالصّٰلحین۔ اے اللہ مجھے مسلمان اٹھا اور نیک بندوں میں شامل کر۔

جب روحِ اقدس نے پرواز کی تو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ تاریخ تھی، دوشنبہ کا دن، عشا اور مغرب کا درمیان۔ عمر شریف ۶۳ سال تھی۔ ایامِ خلافت ۲ برس، ۳ مہینے اور ۱۱ دن۔ آپؓ کی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دیا۔ حضرت عبد الرحمٰن بن ابوبکر جسمِ اطہر پر پانی بہاتے تھے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقدِ مبارک کے ساتھ قبر شریف اس طرح کھودی گئی کہ آپؓ کا سرِ مبارک حضرت رحمۃ اللعالمینؐ کے دوشِ پاک کے ساتھ رہے اور پیروں کے تعویذ برابر برابر آ جائیں۔ حضرت عمرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ نے میتِ پاک کو آغوشِ لحد میں اُتارا اور ایک ایسی برگزیدہ شخصیت کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امتِ مسلمہ کی سب سے مقبول بزرگوار اور صالح شخصیت تھی، ہمیشہ کے لیے چشمِ جہاں سے اوجھل کر دیا گیا۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک اہم اعلان

حضرت مولانا غلام اکبر صاحب ادارہ ترجمانِ اسلام کے بقایاجات کی وصولی اور نظام العلماء کی تنظیم کے سلسلے میں ملک گیر دورہ کر رہے ہیں۔ جمعیۃ کے ذمہ دار حضرات اور ایجنسی ہولڈر صاحبان ان سے مکمل تعاون فرمادیں تاکہ ادارہ برابر دینی و قومی خدمت سرانجام دیتا رہے۔

(ادارہ ترجمانِ اسلام)

حافظ ارشاد احمد دیوبندی

سیدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

الصحابۃ کلھم عدول

عرب کے بطل جلیل سپہ سالار اعظم گوناگوں علاحیتوں کے مالک مبلغ اسلام سیدنا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات کا اختصار سابقہ قسط میں "ترجمان اسلام" کی وساطت سے آپ حضرات کے سامنے پیش کر چکا ہوں، گو حضرت عمرو بن العاص کے عظیم الشان کارناموں کا تقاضہ تو یہ ہے کہ متعدد قسطوں میں ان کے کارناموں کا مختصر سا تعارف کرایا جائے مگر ہماری خواہش ہے کہ مختصر طریقے پر زیادہ سے زیادہ "کاروانِ اصحابِ محمدؐ" کا تعارف کرایا جائے بایں خیال صرف اسی قسط میں آپ کے بقایا کارناموں کا خلاصہ حاضر خدمت ہے۔ احقر راقم عفاہ اللہ عنہ نے سابقہ قسط میں لکھا تھا کہ حضرت ابن العاصؓ بہت بڑے دانشور صاحب الرائے اور صائب الرائے شخصیت کے مالک تھے۔ اسی لئے اکثر لوگوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت عمرو بن العاصؓ سے دریافت کیا کہ قریش کے بہت بڑے دانشور فرد ہونے کے باوجود آپؓ نے اسلام قبول کرنے میں دیر کیوں کی؟ تو آپؓ اس سوال کا جواب یہ دیا کرتے تھے کہ ہماری قوم کے رؤسا کی عقلیں پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہیں۔ جو راستہ وہ حضرات اپنے لئے اختیار کرتے تھے ہمیں بھی اس کی تقلید کرنی پڑتی تھی، وہ راستہ خواہ کیسا ہی خاردار کیوں نہ ہو۔ چنانچہ جب ہمارے ان بڑوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے سے انکار کر دیا تو ہم نے بھی بغیر سوچے اور فکر کئے انکی تقلید کی اور رسالت محمدیہؐ کا انکار کر دیا: لیکن جب یہ بزرگ لوگ دنیا سے گزر گئے تو ہم نے غور کیا تو اس غور و فکر میں اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی اور صراط مستقیم کا صحیح راستہ ہمارے لئے آسان ہو گیا۔ جب قریش نے دیکھا کہ میں ان بڑوں کے مذہب سے عملاً دور ہوتا جا رہا ہوں اور اسلام کے قریب ہو رہا ہوں تو ان کو شبہ ہوا۔ انہوں نے اپنا ایک نمائندہ میرے پاس بھیجا اور اس نے آکر مجھ سے کہا:

"اے ابو عبد اللہ! قوم کا خیال ہے کہ تمہارا میلان حضرت محمدؐ کی جانب ہے۔"

میں نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تجھے اس خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جو تمہارا تم سے پہلے اور بعد میں آنے والوں کا رب ہے کہ ہم ہدایت پر ہیں یا اہل فارس اور روم؟"

اس نے کہا: ہم ہدایت پر ہیں۔

میں نے پوچھا یہ بتاؤ کہ کیا ہم معاشی لحاظ سے بہتر ہیں یا اہل فارس اور اہل روم؟ ہماری سلطنت زیادہ ہے یا ان کی؟"

اس نے جواب دیا: فارس و روم کی۔

میں نے کہا: اگر اس دنیا کے بعد اور کوئی زندگی نہیں تو پھر ہدایت پر ہونے کے باوجود ہماری فضیلت ہمارے کس کام آئی۔ جب طاقت و قوت، شوکت و عزت اور وسعت سلطنت میں فارسی اور رومی آپ کے قول کے مطابق بھی بڑھے ہوئے ہیں اسی لئے میرا دل اور میرا وجدان گواہی دیتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں اور جن امور کا حکم فرماتے ہیں وہ امور صحیح ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد قیامت قائم ہو گی اور انسان کو نیکی اور برائی کا بدلہ ضرور ملے گا۔ اے میرے بھتیجے میرے دل میں یہی خیالات گردش کرتے رہتے ہیں بس زیادہ وقت گمراہی میں گزارنے سے کیا فائدہ!

اسی طرح حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ نے بھی ایک بار یہی سوال آپؓ سے کیا تھا کہ جب میں تمہاری ذہانت اور عقلمندی کو دیکھتا ہوں تو مجھے بڑا تعجب ہوتا ہے کہ تم مہاجرین اولین کے زمرے میں کیوں شامل نہ ہوسکے؟

حضرت عمرو بن العاص نے جواب دیا: حضرت انسان کا دل اس کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ رب جل جلالہ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم بے شک سچ کہتے ہو۔"

سواع کا انہدام

سواع عورت کی شکل و صورت کا ایک بہت بڑا بت تھا۔ اس کی پرستش حضرت نوح علیہ السلام کے دور سے چلی آرہی تھی۔ یہ بت دراصل حضرت شیث علیہ السلام بن آدم علیہ السلام کے ایک نیک اور بزرگ لڑکے کے نام پر بنایا گیا تھا اور فتح مکہ سے قبل تک برابر اس کی پرستش ہوتی آرہی تھی۔ ہر سال اس بزرگ کے نام کا میلہ

لگتا تھا اور کثرت سے نذر و نیاز کا سلسلہ شروع تھا۔ چڑھاوے چڑھتے تھے۔ ان کی نگرانی حضرت عمرو بن العاص کے قریش کا قبیلہ "بنو سہم" کے پاس تھی۔ جب فتح مکہ ہوا اور اسلام کو عرب میں دیگر ادیانِ باطلہ پر غلبہ ہو گیا اور تمام عرب میں

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کی آواز گونج اٹھی تو ان بتوں کے خلاف جو حقیقت میں بزرگوں اور اولیاء اللہ کے ناموں اور ان کی تصویروں سے مزین کر کے ان کو نفع نقصان کا مالک اور ان کو حاجت روا سمجھا ہوا تھا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرما دیا کہ ان سب معبودانِ باطلہ کو منہدم اور توڑ پھوڑ دیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں بھی اعلان کرا دیا کہ جو شخص اللہ اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے گھروں میں کسی بزرگ کی مورتی وغیرہ ہرگز نہ رکھے اور عرب کے تین بڑے بزرگوں کے بت "سواع"، "عزیٰ" اور "مناۃ" کے توڑنے کے لئے بالترتیب حضرت عمرو بن العاص، حضرت خالد بن ولید اور حضرت سعد بن زید الاشہلی کو مقرر فرمایا کہ ان کو توڑ پھوڑ دو۔ بزرگوں کی عبادت کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

حضرت عمرو بن العاص چند ساتھیوں کے ہمراہ اس بزرگ کی مورتی کو توڑنے کے لئے پہنچے۔ خود ہی فرماتے ہیں کہ میں بت خانہ میں داخل ہوا تو اس کے محافظ نے میری غرض دریافت کی۔ میں نے کہا مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو توڑنے کا حکم فرمایا ہے۔ اس نے کہا یہ ناممکن ہے اس کو تم کسی طور بھی توڑ سکو گے۔ میں نے پوچھا کیوں؟

اس نے کہا یہ بزرگ خود تمہیں ایسا کرنے سے روک دے گا۔ میں نے کہا افسوس تم اب تک باپ دادا کے باطل مذہب پر اڑے ہوئے ہو۔ بھلا یہ بت میرا کیا بگاڑ سکتا ہے؟ اس کے بعد میں نے اس کے قریب جا کر اس کو توڑ پھوڑ دیا۔ پھر اپنے ساتھیوں کو میں نے کہا کہ اس جگہ کی کھدائی ہونی چاہیئے لیکن وہاں سے کچھ برآمد نہ ہوا۔ اس کے بعد میں نے اس پجاری سے دریافت کیا کہ اب تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔

تبلیغ دین

حضرت عمرو بن العاص ایک بہت مشہور سپہ سالارِ اعظم تو تھے ہی جن کی مختصر سی جھلک ہم نے سابقہ قسط میں لکھ دی تھی اور تفصیلاً دیکھا جائے تو ذات السلاسل کے غزوہ ۸ ھ سے لے کر وفات تک آپ اسلام کی سربلندی کے لئے مصروفِ پیکار نظر آتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے کارناموں کی جھلک ہر محاذ پر نظر آتی ہے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اسلام کے لئے بہت مشکل وقت تھا کوئی زکوٰۃ کا انکار کر رہا تھا اور کوئی خود مدعی نبوت بن کر مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کر کے ان کی قوت و طاقت کو پارہ پارہ کر کے اسلام کو ایک بار پھر آزمائش میں ڈالنا چاہتے تھے تو دیگر صحابہ کرام کے ساتھ ان مرتدوں سے حضرت عمرو بن العاص نے بڑی کامیاب جنگیں لڑیں۔ فلسطین میں اس مجاہدِ اعظم نے کام کیا تو اسے فتح کر کے اسلام کو مزید تقویت پہنچائی۔ قیساریہ کو فتح کیا۔ فتح بیت المقدس میں یہ پروانۂ اسلام جان کی بازی لڑانے کے لئے موجود تھا۔ فتح مصر بھی آپ ہی کا کارنامہ ہے۔ "تسخیر بابلیون" کی تاریخ جب ہم ملاحظہ کرتے ہیں تو وہاں بھی اسی مردِ مجاہد کے مجاہدانہ کارنامے روشن دکھائی دیتے ہیں۔ فتوحات سکندریہ بھی آپ کی مرہونِ منت ہے۔ فتوحات افریقہ کا مطالعہ کیجئے تو وہاں بھی آپ کو حضرت عمرو بن العاص ہی نظر آئیں گے۔ غرضیکہ آپ ہر میدان کے شہسوار تھے۔ عقل و خرد اور ذکاوت و ذہانت کے باعث آپ نے اسلام کی بھرپور اپنی زندگی میں بہت بڑی خدمات انجام دی ہیں، مگر نام نہاد مورخوں کو آپ کے جیسے کارناموں کا مطالعہ کرتے وقت سانپ سونگھ جاتا ہے۔ پھر وہ کوئی کوئی تاویلات سے اس صحابی رسول علیہ السلام کو مطعون کرتے نہیں شرماتے جن کے دل میں اسلام نہیں صرف زبان سے اسلام اسلام کا ورد کر رہے ہیں ان کا باتوں کا کیا اعتبار۔ واللہ العظیم۔ حضرت عمرو بن العاص ایک تجربہ کار اسلام کے سپہ سالار تھے۔ ایک ماہر سیاست دان تھے۔ اپنے ایمان و اخلاص سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پایاں محبت تھی۔ مذہب اسلام آپ کی رگ و ریشہ میں سرایت کر چکا تھا۔ لہٰذا آپ ایک سچے مومن کامل اور عالم قرآن و حدیث تھے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی فراستِ مومنانہ کی باعث آپ کو دینِ اسلام کی تبلیغ کے لئے مامور فرمایا تھا۔ حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے اپنی کتاب "سیرت المصطفیٰ" جلد ۳ میں حضرت ابن العاص کی ایک تبلیغانہ جھلک درج فرمائی ہے ملاحظہ فرمائیے:

"ذی قعدہ الحرام ۸ھ میں عمرو بن العاص کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والیانِ عمان دیگر پسرانِ جلندیٰ "عبد اور جیفر" کی طرف روانہ فرمایا۔ عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ میں آپ کا والا نامہ لے کر عمان پہنچا۔ اول عبد سے ملاقات ہوئی۔ نہایت حلیم اور بردبار اور نیک خو تھے۔ میں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ خط دے کر آپ اور آپ کے بھائی کی طرف بھیجا ہے۔ اس نے کہا کہ اعلیٰ رئیس اور بادشاہ میرے بڑے بھائی جیفر ہیں میں آپ کو ان سے ملا دوں گا۔ یہ خط آپ ان کے سامنے پیش کر دینا بعد ازاں مجھ سے کہا کہ تم ہم کو کس چیز کی طرف دعوت دینے آئے ہو؟ میں نے کہا ایک اللہ کی عبادت کرو بتوں کی پرستش کو چھوڑ دو اور اس بات کی گواہی دو کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عبد نے کہا: اے عمروؓ بن العاص! تم اپنی قوم کے سردار کے بیٹے ہو۔ بتلاؤ کہ تمہارے باپ نے کیا کیا۔ ہم انہیں کی اقتداء کریں گے۔

عمروؓ بن العاص: میرے باپ مرگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے اور میری تمنا تھی کہ کاش وہ اسلام لاتے اور آپ کی تصدیق کرتے۔ ایک عرصے تک میں انہیں کی رائے پر رہا یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت اور توفیق سے نوازا۔

عبد: تم کب مسلمان ہوئے؟

عمروؓ بن العاص: چند ہی روز ہوئے ہیں۔

عبد: کہاں مسلمان ہوئے؟

عمروؓ بن العاص: نجاشی شاہ حبشہ کے ہاتھ پر اور نجاشی بھی مسلمان ہو چکا ہے۔

(نوٹ) حضرت عمروؓ بن العاص نے حبشہ میں مسلمان بادشاہ نجاشی کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی تو ان کو ان کے پہلے ساتھیوں نے بہت زدوکوب کیا، جس کی شکایت بھی آپؓ نے نجاشیؓ سے کی تھی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کی راستہ میں حضرت خالدؓ بن ولید اور حضرت عثمانؓ بن طلحہ سے ملاقات ہوئی وہ بھی اسلام کے شیدائی بن کر اپنی آبائی جائیداد وغیرہ چھوڑ کر اسلام قبول کرنے کی غرض سے جا رہے تھے۔ (الراقم)

عبد: نجاشی کے اسلام لے آنے کے بعد اس کی قوم نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟

عمروؓ بن العاص: حسب سابق اسکو بادشاہت پر برقرار رکھا اور اس کے متبع اور پیرو بنے۔

عبد: اساقفہ (پادریوں) اور رہبان نے کیا کیا؟

عمروؓ بن العاص: سب نے اس کا اتباع کیا۔

عبد: اے عمروؓ بن العاص! غور کرو کیا کہہ رہے ہو۔ خوب سمجھ لو کہ جھوٹ سے بڑھ کر کوئی بری خصلت نہیں اور انسان کے لئے جھوٹ سے زیادہ رسوا کرنے والی کوئی چیز نہیں۔

عمروؓ بن العاص: حاشا وکلا میں نے جھوٹ نہیں کہا اور نہ ہی ہمارے دین میں جھوٹ بولنا حلال ہے۔

عبد: معلوم نہیں کہ ہرقل قیصر روم کو نجاشی کے اسلام لانے کی خبر ہوئی ہے یا نہیں؟

عمروؓ بن العاص: ہرقل کو نجاشی کے مسلمان ہونے کا علم ہے۔

عبد: تم کو کیسے معلوم ہوا؟

عمروؓ بن العاص: نجاشی قیصر روم کو خراج ادا کیا کرتا تھا۔ مسلمان ہونے کے بعد خراج دینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ خدا کی قسم اگر قیصر روم مجھ سے ایک درہم بھی مانگے گا تو وہ بھی نہ دوں گا۔ قیصر روم کو جب نجاشی کی یہ بات پہنچی تو قیصر روم خاموش ہو گیا۔ قیصر کی خاموشی کو دیکھ کر قیصر روم کے بھائی نیاق نے نہایت غصہ سے یہ کہا کہ کیا آپ اپنے اس غلام یعنی نجاشی کو ایسے ہی چھوڑ دیں گے کہ خراج بھی ادا نہ کرے اور اپنا مذہب چھوڑ کر نیا دین اختیار کرے۔ قیصر نے کہا کہ نجاشی کو اختیار ہے کہ وہ جس دین کو چاہے اختیار کرے۔ اس نے اس دین کو پسند کیا۔ خدا کی قسم اگر مجھ کو اپنی سلطنت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں بھی یہی دین اختیار کرتا۔

عبد (بہت متعجب ہو کر) اے عمروؓ کیا کہہ رہے ہو؟

عمروؓ بن العاص: خدا کی قسم میں نے بالکل سچ کہا ہے۔

عبد: اچھا بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کس چیز کا حکم دیتے ہیں، اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟

عمرو بن العاص: اللہ عزوجل کی اطاعت کا حکم دیتے ہیں اس کی معصیت اور نافرمانی سے منع کرتے ہیں۔ بھلائی اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ ظلم۔ تعدی۔ زنا۔ شراب خوری۔ بت پرستی اور صلیب پرستی سے منع فرماتے ہیں۔

عبد: کیا ہی اچھی دعوت ہے اور کیا ہی عمدہ تلقین ہے۔ کاش میرا بھائی بھی میرے ساتھ اتفاق کرے اور ہم دونوں مل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کریں لیکن ممکن ہے کہ میرا بھائی اپنی سلطنت کی وجہ سے اس بارے میں تامل کرے۔

عمروؓ بن العاص: اگر تم لوگ اسلام لے آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس بادشاہت کو بدستور برقرار رکھیں گے اور یہ حکم دیں گے کہ اپنی قوم کے امراء اور اغنیاء سے صدقات وصول کریں اور اپنی قوم کے فقراء اور مساکین پر ان کو تقسیم کریں۔

عبد: یہ تو نہایت عمدہ بات ہے یہ بتاؤ کہ صدقات کتنے اور کس طرح لئے جاتے ہیں؟

عمروؓ بن العاص فرماتے ہیں کہ میں نے تفصیل سے بتایا کہ سونے اور چاندی میں زکوٰۃ لی جاتی ہے، اونٹ اور بکریوں میں بھی (اس کو بھی تفصیلاً بتایا) ازاں بعد عبدؔ نے مجھ کو اپنے بھائی جیفر کے سامنے پیش کیا۔ میں نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا والا نامہ سربمہر اس کو دیا۔ مہر کھول کر اس کو پڑھا اور مجھ کو بیٹھنے کا حکم دیا اور قریش کا کچھ حال دریافت کیا۔ ایک دو روز کے تامل کے بعد جیفر بھی اسلام پر آمادہ ہو گیا اور دونوں بھائیوں نے مل کر ایک روز اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ بہت سے لوگ ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ اور جو مسلمان نہیں ہوئے ان پر جزیہ قائم کر دیا گیا۔

(زاد المعاد)

بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ خود جلندیٰ بھی اسوقت زندہ تھا۔ البتہ بوڑھا ہونے کی وجہ سے سلطنت اپنے بیٹوں کے سپرد کر دی تھی۔ علامہ شبلیؒ لکھتے ہیں کہ عمروؓ بن العاص نے خود جلندی سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا تھا:

"اے جلندی تو اگرچہ ہم سے بہت دور ہے لیکن اللہ عزوجل سے دور نہیں ہے۔ جس ذات پاک نے تجھ کو بلا کسی شریک کے تنہا پیدا کر دیا تو تنہا ہے اسی کی عبادت

کرو اور جو ذات تم سے پیدا کرنے میں خدا کے شریک نہیں تو اس کو خدا کی عبادت میں شریک نہ کرو اور یقین رکھو کہ جس خدا نے تم کو زندہ کیا ہے وہ تم کو موت دینے والا ہے اور جس نے تمہاری پیدائش کی ابتداء کی ہے وہی پھر تم کو اپنی طرف لوٹائے گا۔ پس نبی امی علیہ السلام کے بارے میں خوب غور و فکر کرو کہ جو دنیا و آخرۃ کی بھلائی اور بہبود لے کر آیا ہے۔ اگر وہ تم سے کسی قسم کا کوئی اجر اور معاوضہ چاہتے ہوں تو وہ رد کر دو اور اگر ان کے کسی قول و فعل میں ہوائے نفسانی کا شائبہ محسوس کرو تو اس کو چھوڑ دو پھر آپ کے لائے ہوئے دین میں غور کرو کہ آپ کا دین لوگوں کے خود ساختہ قوانین کے مشابہ ہے یا نہیں؟ اگر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت اور آپ کا دین لوگوں کے بنائے ہوئے دین کے مشابہ نہیں ہے تو پھر سمجھ لو کہ وہ اللہ جل جلالہ کا دین ہے۔ پس اس کو قبول کرو۔ اور جو حکم دیتا ہے اس کی تعمیل کرو اور جس سے ڈراتا ہے اس سے ڈرو۔ (آپؓ کی یہ تبلیغی تقریر سن کر) جلندا نے کہا میں نے اس نبی امی صلی اللہ کے بارے میں غور کیا ہے۔ بے شک وہ کسی بھلائی اور چیز کا حکم نہیں دیتے مگر سب سے پہلے اس پر عمل کرنے والے وہ خود ہوتے ہیں اور کسی برائی سے منع نہیں کرتے مگر سب سے پہلے اس کے ترک کرنے والے وہ ہوتے ہیں۔ جب وہ اپنے دشمنوں پر غالب آتے ہیں تو اتراتے نہیں اور جب مغلوب ہوتے ہیں تو گھبراتے نہیں۔ عہد کو پورا کرتے ہیں وعدہ وفا کرتے ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ نبی ہیں اور پھر چند اشعار پڑھے۔ (اصابہ)

اس کامیاب تبلیغی دورے کے بعد حضرتؓ ابن العاص شاداں و فرحاں واپس تشریف لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکمیل داستان سنائی جو بغیر تلوار چلائے آپؓ نے اپنی عقل و بصیرت اور سیاست و فراست نیز دینی امور سے مکمل واقفیت کی بنا پر سر کی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے اس کارنامے سے بہت خوش ہو کر آپ کے لئے برکات کی بہت سی دعائیں فرمائیں۔ پھر آپؓ کو اس علاقہ میں زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھی بھیجا تاکہ آپؓ اس علاقہ والوں کو مزید اسلامی احکامات اور دینی امور سے واقف بنائیں۔ آپؓ نے دوبارہ عمان پہنچ کر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا درس دینا شروع کیا۔ ان لوگوں نے بھی آپؓ کی بڑی قدر کی۔ ہر آدمی آپؓ سے قلبی طور پر محبت رکھتا تھا۔ آپؓ ابھی تک اسی علاقہ عمان ہی میں تبلیغ دین کے کام میں مصروف تھے کہ حضرت صدیق اکبرؓ کا آپ کو پیغام پہنچا جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی اطلاع دی گئی تھی اور ساتھ ہی ہدایت کی گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کے ذمہ جو عظیم الشان کام سپرد فرمایا تھا اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس کے بعد حضرت عمروؓ بن العاص نے دورِ صدیقیؓ میں بھی بڑے بڑے معرکے سر کئے اور دورِ فاروقی میں تو آپ چھائے رہے۔

مصر کی سیادت سے معزولی کے اسباب

مصر ابتداء سے زرخیز اور شاداب ملک رہا ہے۔ خصوصاً حضرت عمروؓ بن العاص کے دورِ قیادت میں مصر نے دینی عروج کے ساتھ ساتھ دنیاوی لحاظ سے بھی کافی ترقی کر کے اپنی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ کر لیا تھا۔ مگر حضرت عمروؓ بن العاص نے جو خراج کی شرح قائم کر رکھی تھی وہ کم تھی۔ اس کو محسوس کرتے ہوئے حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظمؓ نے بھی آپؓ کو اس بارے میں توجہ دلائی تھی کہ مصر کی زرخیزی اور شادابی کے بالمقابل آمدنی کی شرح کم بیت المال میں جمع ہو رہی ہے مگر آپؓ نے از خود یہ مناسب نہ سمجھا کہ مصری مسلمانوں سے جو ابھی حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں ٹیکس کا کچھ زیادہ بوجھ ڈالا جائے۔ پھر عہد عثمانیؓ میں بھی حضرت عمروؓ بن العاص کو مکرر تاکیداً توجہ دلائی گئی تھی کہ ٹیکس کی شرح بڑھائیے۔ اب کی بار آپ نے خلیفۃ المسلمین کو جواباً لکھا کہ

گائے جتنا دودھ دے سکتی ہے
اسے حاصل کرنے میں
تساہل سے کام نہیں لے رہا
مگر اس سے زیادہ دودھ کی
گنجائش نہیں ہے۔

اس جواب کے بعد شوریٰ نے فیصلہ کیا کہ حضرت سیدنا عمروؓ بن العاص کی جگہ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو کہ حضرت خلیفۃ المسلمین عثمان ذی النورینؓ کے رضاعی بھائی تھے اور حضرت فاروق اعظمؓ نے خود اپنے دورِ خلافت میں اسے مصر کے ایک چھوٹے سے حصے جسے صعید مصر کہتے ہیں کا والی بنا دیا تھا اب اس کو مصر کی قیادت پر منتقل کر دیا جائے۔ چنانچہ اس حکم سے جب حضرت ابن العاصؓ کو مطلع کیا گیا تو آپ نے خندہ و فرحاں مصر کی قیادت عبداللہؓ بن سعد کے سپرد کر دی۔ حضرت عبداللہؓ بن سعد نے بھی بڑی لیاقت سے اس اہم عہدے کو سنبھالا۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے حکومتِ مصر سے معزول ہونے کے بعد سیاسی زندگی سے کنارہ کش ہو کر فلسطین میں قیام کر لیا تھا البتہ عشق نبوی سے تعلق قلبی کے باعث مدینہ منورہ میں بھی اکثر آیا جایا کرتے تھے۔

اہل سکندریہ کا نقض عہد

اسکندریہ کو حضرت ابن العاصؓ ہی نے فاروقی دور میں فتح کر لیا تھا مگر ان لوگوں نے دورِ عثمانی میں غداری کر کے نقض عہد کیا اور آپ کو دوبارہ قیصر ہرقل کے ماتحت سمجھنے لگے۔ جب حضرت عبداللہ بن سعدؓ کو ان حالات کا علم ہوا تو انہوں نے مدینہ منورہ خلیفۃ المسلمین کو مطلع کیا ادھر اہل مصر نے بھی خلیفۃ المسلمین حضرت ذی النورین پر زور دیا اور مطالبہ کیا

کہ حضرت ابن العاصؓ کو عارضی طور پر پھر سپہ سالار بحال کر دیا جائے تاکہ وہ ان کو خوب اس بدعہدی کا مزہ چکھائیں۔ حضرت ابن العاصؓ کو جنگ کا ڈھب خوب آتا ہے اور دشمنانِ اسلام کے دلوں میں حضرت ابن العاصؓ کی ہیبت اور خوف چھایا ہوا ہے۔ حضرت امیر المومنین ذی النورینؓ نے حضرت ابن العاصؓ کو لکھ بھیجا کہ وہ لشکرِ اسلام لے کر فوراً رومیوں کے مقابلے کے لئے تشریف لے جائیں۔

دعوتِ فکر

اب آپ ہی غور و فکر فرمائیے کہ آج کے دور میں اگر کوئی اس قسم کا واقعہ ہو جاتا تو بڑے سے بڑا آدمی بھی جواب دے جاتا اور اسے اپنی انا کا مسئلہ بنا لیتا مگر صحابہ کرامؓ جو اپنی پوری زندگی میں حق کے منادر ہے۔ صرف اسی ایک مسئلہ سے اندازہ لگا لیجئے جو لوگ کاروانِ اصحابِ محمدؐ کے ایسے افعال سے ان مقدس نفوس کو ایک دوسرے کا مخالف قرار دے کر پھر ہوائی باتیں اڑانے کے عادی ہیں ان کو معلوم ہونا چاہیئے کہ انؓ کے مزاج اور ہمارے مزاج ایک جیسے نہیں۔ وہ پاک باطن لوگ ایسا سینہ بے کینہ رکھتے تھے کہ کدورت وغیرہ کو وہاں کوئی دخل نہیں تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص بھی ایسے ہی پاک انسان تھے جنہوں نے ہادیٔ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ ہدایت میں تربیت حاصل کی تھی۔ نیز آپؓ کو قطعاً یہ بھی گوارہ نہ تھا کہ جہاد فی سبیل اللہ کے اس سنہری موقع سے آپؓ فائدہ نہ اٹھائیں۔ اس لئے حکم ملتے ہی آپ فوراً تیار ہو گئے اور پندرہ ہزار کا لشکر جرار لے کر پھر اسکندریہ کا رخ کیا۔ یہاں آنے کے بعد آپؓ کو اہلِ اسکندریہ کی طرف سے بڑی شکایات موصول ہوئیں کہ رومیوں نے ہمارے خلاف بڑے ظلم توڑے۔ سنبھال لیجئے۔ حضرت ابن العاصؓ جیسے پرانے اور تجربہ کار سپہ سالار کی معیت میں بہادری اور جانبازی کا ثبوت دے کر اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پھر قلعہ میں داخل ہو گئے۔ خلیفۃ المسلمینؓ نے آپؓ کی اس کامیابی پر بڑی فرحت اور خوشی سے فرمایا کہ اے عمروؓ بن العاص آپ لشکر و فاتح اپنے پاس رکھ کر مصر سے دوبارہ اپنا تعلق رکھ لیں مگر آپؓ نے معذرت کر دی۔

(فتوح البلدان)

حضرت ذوالنورینؓ کا دورِ آزمائش

جب داماد رسول حضرت ذوالنورینؓ کے خلاف سبائیوں نے طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا تھا ان دنوں حضرت عمروؓ بن العاص بھی مدینہ طیبہ میں تھے۔ خلافت مآبؓ نے آپؓ کی رائے بھی دریافت فرمائی تو آپؓ نے باادب ہو کر عرض کیا کہ حضرت آپؓ ضرورت سے زیادہ نرم اور حلیم ہیں اور گرفت کے موقع پر بھی چشم پوشی سے کام لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ خوفناک آلائش اب ترقی کر رہی ہے حالانکہ ناسور کا آپریشن بھی اصولی طور پر بہت ضروری ہے حتیٰ کہ آپؓ نے تو حضرت فاروقِ اعظمؓ سے بھی زیادہ آزادی دے رکھی ہے حالانکہ نرمی اور سختی دونوں کو ملانے سے ہی راہِ اعتدال پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی آپؓ نے ان فسادی عناصر کو کچلنے کے مشورے دیئے مگر حضرت امیر المومنینؓ ہر قسم کی ایسی کارروائی سے بیزار تھے اس لئے عملدرآمد نہ ہو سکا۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے جب ملاحظہ فرمایا کہ حضرت خلافت مآبؓ نہ ہی کوئی مشورہ تسلیم کرتے ہیں اور نہ سبائی کچھ خوف خدا رکھتے ہیں تو آپؓ شام تشریف لے گئے۔ شام تو چلے گئے لیکن دل کا اضطراب ختم نہ ہوتا تھا ہر وقت حضرت خلافت مآب کی سلامتی کے لئے دعائیں مانگتے اور آنے جانے والوں سے حالات دریافت فرماتے۔ آخر بلوائیوں نے جب حضرت خلافت مآبؓ کو بڑے ظلم کے ساتھ شہید کر ڈالا اور آپؓ کو بھی اس کا علم ہوا تو کافی وقت اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر حضرت ذوالنورینؓ جس نے آپؓ کو مصر کی گورنری سے بھی معزول کر دیا تھا کے فضائل اور مناقب بیان فرماتے رہے۔ اس کے بعد سبائیوں نے صحابہ کرامؓ کو بڑے دجل و فریب سے لڑوا دیا تو جب جنگ صفین کا معرکہ گرم تھا۔ صحابہ کرامؓ ایک دوسرے کے ہاتھوں کٹ رہے تھے اور کفار خوشیاں منا رہے تھے تو آپؓ نے ہی مسلمانوں کی خونریزی روکنے کے لئے ایک تدبیر کر کے قرآن کریم بلند کر کے جنگ بندی کا حیلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا اور اس طرح مسلمانوں کی یہ باہمی جنگ ختم ہو گئی الحمدللہ۔ مگر بعض نام نہاد مورخین کو آپؓ کا یہ خالص اسلامی اور دردمندانہ کارنامہ بھی پسند نہیں آیا۔ شاید ان کا خیال یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھوں خود کو اپنی شاندار قوت کے زوال کے بعد کفار کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے تو اچھا ہوتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اقوال

فصاحت و بلاغت میں بھی حضرت عمروؓ بن العاص کا پایہ بہت ہی بلند تھا۔ تاریخی کتب میں آپؓ کے علم و حکمت سے لبریز اقوال درج ہیں۔ چند ایک اقوال آپ بھی سن لیجئے۔
ایک بار آپؓ نے حضرت امیر معاویہ (خال المومنین) سے کہا کہ نیک آدمی اس وقت حملہ کرتا ہے جب وہ بھوکا ہوتا ہے اور کمینہ اس وقت حملہ کرتا ہے جب اس کا پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس لئے نیک آدمی کی بھوک دور کرو اور کمینے کو قابو میں رکھو۔

ایک بار حضرت امیر معاویہؓ نے خود حضرت عمروؓ بن العاص سے دریافت فرمایا کہ سب سے زیادہ بلیغ شخص کون ہوتا ہے؟ آپؓ نے جواباً فرمایا کہ جس کی رائے اس کی خواہشاتِ نفسانی کے الٹ ہو۔ انہوں نے پھر دریافت فرمایا کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ آپؓ نے جواباً فرمایا کہ جو شخص اپنی دنیا اپنے دین کی بہتری میں خرچ کرے۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ بہادر کون ہے؟ آپؓ نے جواباً فرمایا کہ جو شخص اپنے حلم سے جہالت پر غالب آ جائے۔

مصر کی امارت کے زمانہ میں ایک بار حضرت عمروؓ بن العاص ایک ایسے خچر پر سوار ہوئے جو بے حد بوڑھا ہو چکا تھا۔ لوگوں نے آپؓ سے کہا کہ حضرت آپؓ امیر ہیں اس کے باوجود اتنے بوڑھے خچر پر سوار ہوتے ہیں؟

فرمایا جب تک جانور بوجھ اٹھا سکتا ہے بوڑھا نہیں ہوتا اور اکتاہٹ کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ عاقل وہ نہیں جو خیر و شر کی تمیز رکھتا ہو بلکہ عقلمند وہ ہے جو یہ جانتا ہو کہ دو برائیوں میں کونسی برائی نسبتاً زیادہ بری ہے۔ اس کے علاوہ بھی اور بھی کئی بہترین اقوال آپؓ کے موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سب کو صحابہ کرامؓ کا شیدائی بنائے آمین۔

وفات

حضرت عمروؓ بن العاص نے یکم شوال المکرم ۴۳ھ عیدالفطر کے دن بعہد حضرت امیر معاویہؓ انتقال فرمایا۔ منقول ہے کہ وفات سے تین برس قبل رمضان ۴۰ھ میں تین خارجیوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ہم میں سے ایک علیؓ (شیر خدا) کو، دوسرا معاویہ (خال المومنین) کو اور تیسرا حضرت عمروؓ بن العاص (سپہ سالار اسلام) کو قتل کرے گا۔ چنانچہ ابن ملجم ملعون، حضرت علی المرتضیٰ شیر خداؓ کو شہید کرنے میں کامیاب ہو گیا جبکہ حضرت معاویہؓ کا قاتل ہمت ہار بیٹھا اور حضرت عمروؓ بن العاص کے قاتل نے دھوکہ سے آپؓ کی بجائے خارجہ بن حذافہ قاضی مصر کو قتل کر دیا جو قتل کے دن عمروؓ بن العاص کی علالت کے باعث آپؓ کی جگہ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ الغرض وہی عمروؓ بن العاص جو اسلام کا جری بہادر اور نڈر سپہ سالار تھا اور جو ۴۰ھ میں بھی بچ گئے تھے عیدالفطر کے مقدس یوم داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے رب کے پاس جا پہنچے بوقت وفات بہ اختلاف روایت ۹۰ برس عمر تھی۔ رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

آپ کی خدمت میں پیش پیش
عمدہ کام خوبصورت ڈیزائن
مہران گولڈن ہاؤس
ہر قسم کے
خوبصورت سیٹ۔ دیدہ زیب سیٹ
اور اعلیٰ قسم کے ڈیزائن کے خالص سونے کے زیورات بازار سے بارعایت آرڈر پر بنوانے کیلئے ہماری خدمات حاصل کریں۔
پروپرائٹرز۔ محمد بخش اینڈ منظور احمد
ریلوے روڈ، پڈعیدن
ضلع نواب شاہ۔ سندھ

زرعی آلات
مثلاً
ویٹ تھریشر
ٹرالی ہل
کراہ
کی خریداری کے لئے
تشریف لائیں۔
پروپرائٹر۔ سیٹھ حاجی محمد حنیف
لکڑ منڈی، عارف والا ضلع ساہیوال

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے
فضل ہوزری
کی معیاری مصنوعات
بنیان جانگیہ بسٹر کنگ۔ انٹرلاک
اور جراب
منفرد مقام کی حامل ہیں
ہر سائز۔ ہر قسم۔ ہر جگہ دستیاب ہیں۔
فضل ہوزری
جناح کالونی، فیصل آباد

گلفام قصوری میتھی
قصوری میتھی شہر قصور کا مشہور و معروف تحفہ ہے۔ پکوان میں قطعی روح پرور خوشبو اور خاص لذت پیدا کرنے میں اس کا ثانی نہیں۔ ہم اسے گھر گھر متعارف کرانے کیلئے اعلیٰ درجہ کی خالص قصوری میتھی صاف شدہ ۲۰۰ گرام کے پیکٹ میں بعد ڈاک خرچ صرف دس روپے میں ارسال کرتے ہیں۔ آج ہی منگوا لیجئے۔
ہر قسم کی پیکنگ کے علاوہ کھلا مال من کے حساب سے بھی دستیاب ہے۔
زبیر ٹریڈرز
بازار دالگراں۔ قصور

قابلِ غور

ترجمان اسلام کے ایجنسی ہولڈروں سے التماس ہے کہ تمام بقایاجات جلد از جلد ادا کر دیئے جائیں۔ بصورت دیگر ادارہ اس بارے میں سنجیدگی سے غور کرے گا۔
جنرل منیجر

● جسے سلامتی کی ضرورت ہو اسے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔

طلباء کی ڈائری — محمد ادریس

ریڈیو ٹیلیویژن پر شہدائے بالاکوٹ کی یاد میں خصوصی پروگرام نشر کئے جائیں۔

بالاکوٹ میں سیّد احمد شہیدؒ کی یاد میں اکیڈمی قائم کی جائے

نصابِ تعلیم میں شہدائے بالاکوٹ سے متعلق تفصیلی ابواب شامل کئے جائیں۔

لاہور میں شہدائے بالاکوٹ کانفرنس کی قراردادیں۔

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے زیر اہتمام پورے ملک میں شہدائے بالاکوٹ کانفرنسوں کے انعقاد کا سلسلہ بھرپور انداز میں شروع ہو گیا۔ اس سلسلے میں پہلی عظیم الشان کانفرنس جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لاہور کے زیر اہتمام برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور نے کی۔ اجلاس سے حضرت مولانا محمد اجمل خان، ممتاز قومی راہنما جناب خان محمد اشرف خان، ممتاز سماجی کارکن ڈاکٹر محمد سلیم فاروقی، جناب اکرام القادری طالب علم راہنما ندیم اقبال اعوان، خالد محمود سومرو، جوائنٹ سیکرٹری سٹوڈنٹس یونین چاندکا میڈیکل کالج لاڑکانہ، میاں محمد اجمل قادری، عبدالخالق ندیم، خالد محمود ٹیپو، عبداللطیف عثمانی نے خطاب کیا، جبکہ سید سلمان گیلانی نے اپنے تازہ کلام سے حاضرین کو خوب خوب گرمایا۔ اس کانفرنس میں ریڈیو ٹیلیویژن اور ذرائع ابلاغ کی اس موقع کی خاموشی پر شدید احتجاج کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ "سیّد احمد شہیدؒ" کا یوم سرکاری طور پر منایا جائے اور ان کی شہادت کے موقع پر ریڈیو، ٹیلیویژن پر خصوصی پروگرام نشر کئے جائیں۔

اس کانفرنس میں ایک اور قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ شہدائے بالاکوٹ کی قربانیوں کو نوجوان نسل تک پہنچانے کے لئے بالاکوٹ میں اکیڈمی [illegible] جائے۔

نصابِ تعلیم میں سیّد احمد شہیدؒ اور ان کی تحریک جہاد کے بارے میں تفصیلی ابواب شامل کئے جائیں۔

لاہور کے علاوہ اکوڑہ خٹک، چیچہ وطنی، چھاوریاں میں منعقد ہونے والی شہدائے بالاکوٹ کانفرنسوں کی کارروائیاں موصول ہوئی ہیں۔ آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

ژوب

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع ژوب کے زیر اہتمام گورنمنٹ ڈگری کالج ژوب میں امریکہ کے ایرانی سرحد کی خلاف ورزی پر شدید احتجاج کیا۔ جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع ژوب کے کارکن نذر محمد، اجمل شاہ، عبدالخالق اور رشید حیدر نے اسے اقوام متحدہ کے منشور کی صریح خلاف ورزی قرار دیا۔

ضلع شکارپور

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع شکارپور کا ایک اجلاس زیر صدارت دین محمد قریشی رستم میں ہوا جس میں ضلع کی منتخب شوریٰ،

- غلام رسول بروہی،
- عبدالحق، وزیر الدین
- بشیر احمد بھنوار اور
- علی شیر نے اپنے ساتھیوں کی معیت میں شرکت کی۔ اجلاس سے ضلعی صدر دین محمد قریشی نے خطاب کیا۔

ارکانِ مجلسِ عمومی کے نام

مکرمی ...... سلام مسنون

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلسِ عمومی کا اہم اجلاس مورخہ ۱۴-۱۵ / مئی بروز بدھ جمعرات بوقت صبح ۹ بجے مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ گیٹ لاہور میں منعقد ہوگا جس میں آپ کی تشریف آوری بحیثیت رکن مجلس عمومی نہایت ضروری ہے۔ امید ہے کہ آپ وقت مقررہ پر تشریف لا کر جماعتی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں گے۔

ایجنڈا

۱۔ تنظیمی صورتحال کا جائزہ
۲۔ تعلیمی پالیسی کے بارے میں جمعیۃ کا موقف
۳۔ مالیاتی شعبہ کے استحکام پر غور
۴۔ مرکزی تنظیم میں اہم تبدیلیاں
۵۔ آئندہ کے لئے لائحہ عمل
۶۔ دیگر امور باجازت صدر۔

منجانب:—
ندیم اقبال اعوان
جنرل سیکرٹری